بکھرے ہیں گلاب سارے

میرے ہونٹوں پہ جس رُت میں تیری باتیں نہیں ہوتیں
وہ ساون کیوں نہ ہو اس رُت میں برساتیں نہیں ہوتیں
نہ دیکھوں تیرا چہرہ تو یوں محسوس ہوتا ہے
کہ اس دنیا میں جیسے چاندنی راتیں نہیں ہوتیں

عفت سحر پاشا

"فرح کتنی دیر سے اسے سمجھا رہی تھی مگر اس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ آخر وہ زچ ہو گئی تو تقریباً "چلا اٹھی۔

"خدا کے لئے روشین، بند کرو یہ سرکاری نل، غضب خدا کا ایک بے بنیاد اور فضول سی بات کے پیچھے گھر بھر کو ٹینشن میں مبتلا کر رکھا ہے۔"

جواباً "اس نے ناگواری سے چہرہ اٹھا کر سرخ ہوتی آنکھوں سے فرح کو دیکھا تھا۔

"ٹینشن میں تو مجھے مبتلا کر رکھا ہے ان لوگوں نے۔"

"تمہیں عادت ہے سب کو پریشان کرنے کی۔ اور خود بھی ٹینس ہونے کی۔ ورنہ بات کچھ بھی نہیں روشین اظفر۔"

فرح نے بہت صاف گوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام الزام اسی پر دھرا تو اسے غصے نے گھیر لیا۔

"تو نہ پریشان ہوں سب۔ چھوڑ دیں مجھے میرے حال پر۔ کرنے دیں مجھے اپنی زندگی کا فیصلہ اپنی مرضی سے۔"

اسے بپھرتے ہوئے دیکھ کر فرح نے فوراً "اپنا لب ولہجہ نرم کر لیا۔

"یہ سب تم سے محبت کرتے ہیں روشین اس لئے تمہاری فکر کرتے ہیں۔"

"اگر مجھ سے محبت کرتے ہیں تو میری بات کیوں نہیں سمجھتے؟"

اس کی آنکھیں پھر سے بھر آئیں۔ لہجہ شکوے سے پر تھا۔ فرح نے گہری سانس لی۔

"میری جان! کوئی ڈھنگ کی بات کہو تب ہے نا۔"

"میں ڈھنگ ہی کی بات کر رہی ہوں۔ یہ لوگ سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ شاید بوجھ سمجھ رہے ہیں مجھے جو میری ماں کی طرح مجھے بھی اسی طرح کے جہنم میں دھکیل رہے ہیں۔"

اس نے انگلیوں سے رخساروں پر آئے آنسو جھٹکتے ہوئے تلخی سے کہا تو فرح کئی لمحوں تک تاسف سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"بہت افسوس ہو رہا ہے مجھے تمہاری ذہنیت پر روشین۔ سب کی محبتوں کو پل بھر میں تم خود غرضی کا نام دے دیتی ہو۔"

کتنی ہی دیر کے بعد وہ خود کو بولنے کے لئے تیار کر پائی تھی۔

"تو پھر یہ سب ان بے غرض محبتوں کا خراج کیوں مانگ رہے ہیں؟" وہ اسی ہٹیلے پن سے پوچھ رہی تھی۔

"کیا خراج مانگ لیا ہے تم سے؟" فرح کو بھی غصہ آگیا وہ بے حد تلخی سے بولی تھی۔

"یہی کہ تمہاری خوشیوں کے لئے کوشاں ہیں سب۔ تمہارے بہترین مستقبل کا خیال سب کو ستا رہا ہے۔ سب تمہیں کامیاب زندگی گزارتا دیکھنا چاہتے ہیں؟"

"مگر اس سارے قصے میں میں کہاں ہوں؟ مجھ سے کوئی کیوں نہیں پوچھتا؟" وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھے تیز لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ فرح اس کی کوڑھ مغزی اور ہٹ دھرمی پر جھنجلاہٹ ہونے لگی۔

"یہ سارا قصہ ہی تمہارا ہے بیوقوف لڑکی۔ تمہاری زندگی کا فیصلہ ہو رہا ہے، تم تو ہر جگہ موجود ہو اور جہاں تک تم سے پوچھنے کا تعلق ہے تو وہ نہ تم سے اب ابو جان پوچھیں گے اور نہ ہی چچا جان۔ کیونکہ پہلے پوچھنے پر تم نے جو صفاچٹ جواب دیا تھا وہ ان کی طبیعت پر خاصا گراں گزرا تھا۔"

"مگر اب تو میں نے سبب بھی بتا دیا ہے۔" اس نے بستر پر ہاتھ مارتے ہوئے غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا تو فرح کے ہونٹوں پر استہزائیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہنہ سبب' کیا کمال کا سبب بتایا ہے۔ سارے کزنز ہنستے پھر رہے ہیں اس لطیفے پر جسے تم نے سبب کا نام دیا ہے۔"

"مجھے کسی کی بھی ہنسی سے زیادہ اپنی زندگی کے فیصلے پیارے ہیں۔" وہ بے پروائی سے بولی۔ پھر جتانے لگی۔ "اور اس معاملے میں تو میں سو فیصد اپ

مرضی ہی کروں گی۔"

"ہنہ تو پھر کر دیکھو۔ کیونکہ ابو جان ان لوگوں کو شادی کی تاریخ دینے کے لئے راضی ہو چکے ہیں۔"

فرح نے گویا دھماکا کر دیا تھا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

"لیکن میں نے بڑے ماموں سے کہہ دیا تھا کہ میں ایک فیصد بھی رضامند نہیں ہوں اس رشتے کے لئے۔" یکلخت وہ برہمی سے بول اٹھی تو فرح شانے اچکا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تو یہ بات تم خود اپنے منہ سے جا کر انہیں کہہ دو۔"

فرح کی بات اسکی ساری ہمتیں توڑ گئی تھی۔ پہلے بھی جس وقت اس نے بڑے ماموں سے یہ بات کہی تھی گویا ان کے جلال کو آواز دے بیٹھی تھی۔

"فرح پلیز۔" وہ بہت عاجزی سے اس کے ہاتھ تھام کر بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔ گھور سیاہ آنکھیں پانی سے لبریز تھیں۔

"میں برباد ہو جاؤں گی تم دیکھ لینا یہ سب لوگ بہت پچھتائیں گے۔"

فرح لب دانتوں تلے دبائے تاسف سے اسے دیکھنے لگی۔ پھر افسوس بھرے لہجے میں بولی۔

"میں نے ہمیشہ تمہیں بہت مضبوط اور بہت سمجھدار سمجھا ہے مگر اب احساس ہو رہا ہے کہ تم تو بالکل صفر ہو۔ ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ پھوپو کے ساتھ ہوا وہی تمہارے ساتھ بھی ہو۔ ہر ایک کی قسمت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔"

"قسمت نہ سہی شکل و صورت تو ماں جیسی ہی ہے ناں؟" وہ جیسے بے حد تکلیف سے بولی' اس سے آگے آنسوؤں نے اسے بولنے نہیں دیا۔ فرح کا دل بھی دکھ سے بھرنے لگا۔ اس کی بات نے لمحہ بھر کو اسے خاموش کرا دیا پھر وہ ذرا سنبھل کر بولی۔

"ضروری نہیں ہے کہ ہر اچھی صورت کی سیرت ویسی ہی ہو جیسی پھوپا جان کی تھی۔"

"یہ تو محض اندازے ہی ہیں نا۔ پھر میں یہ جوا کیوں کھیلوں؟ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہر خوبصورت شخص ویسا ہی ہو جیسا میرا باپ تھا۔"

وہ بے حد جذباتی ہو رہی تھی۔ فرح کا جی چاہا اپنا سر پیٹ لے۔ کتنی دیر سے وہ اسے سمجھا رہی تھی مگر وہ ابھی تک پہلی ہی سیڑھی پر کھڑی تھی۔

"تم کیا سمجھتی ہو کہ ہم لوگ اتنے گھٹیا ہیں کہ آنکھیں بند کر کے یونہی تمہیں کسی ایرے غیرے کے حوالے کر دیں گے؟"

فرح کے تلخی بھرے لہجے نے اس پر خاطر خواہ اثر کیا۔ اب کی بار وہ ذرا پست انداز میں بولی۔

"میں نے تو نہیں کہا فرح لیکن یقین مانو میرا دل' میرا ذہن' بالکل بھی اس رشتے کے لئے راضی نہیں۔ اور جس بات کو میرے دل و دماغ قبول ہی نہیں کر رہے اسے میں نبھاؤں گی کیسے؟"

فرح نے دونوں ہاتھ اس کی شانوں پر دھرے۔

"تم بالکل بے فکر ہو جاؤ روشین۔ ابو جان نے چچا جان نے بلکہ غازی بھائی اور حمزہ تک نے اچھی طرح جانچ پڑتال کی ہے۔ بہت اچھے انسان ہیں وہ ہم سب تو ملے بھی ہیں ان سے۔ قسم لے لو جو کسی قسم کی کوئی خامی نظروں میں آئی ہو تو۔"

"وہ تو تب نظر آئے گی جب میں ان کے سامنے جاؤں گی۔"

وہ پھیکے انداز میں مسکرائی تو فرح نے بمشکل خود پر کنٹرول پایا۔

"تمہیں کیا ہے؟ تمہاری آنکھیں نہیں یا اپاہج ہو تم؟"

"تمہیں نہیں معلوم فرح۔ یہ مرد لوگ صرف خوبصورتی چاہتے ہیں۔ صرف خوبصورتی کے پیچھے دیوانے ہوتے ہیں اور اپنی بیوی تو انہیں ہر ایک سے جدا بے حد حسین چاہئے ہوتی ہے۔"

"کیا بکواس ہے یہ؟" فرح نے اس کی بات ناگواری سے سنی۔ "پھوپا جان کی نیچر ہی ایسی تھی ہر خوبصورت چیز حاصل کرنا ان کی گویا گھٹی میں شامل تھا۔"

CS CamScanner

"ہر مرد کی نیچر ایسی ہی ہوتی ہے، خصوصاً جب وہ خوبصورت ہو تو یہ خاصیت اور بھی ابھر کر سامنے آتی ہے اور جب اس کو بیوی کم صورت ملے تو وہ ہر حسین عورت کے پیچھے لپکتا ہے۔ اس کی ہوس بڑھتی ہے اور پھر ایک روز وہ اپنی کم صورت بیوی کو اور اپنے بچوں کو چھوڑ کر کسی خوبصورت سی عورت کے ساتھ چلا جاتا ہے۔ میرے باپ کی طرح۔"

"ایسا ہر بار نہیں ہوتا روشین۔"

فرح اس کے دکھ کو پوری شدت سے محسوس کر رہی تھی۔ اس نے شکوہ کناں نظروں سے فرح کو دیکھا۔

"میں نے کب کہا، مگر کبھی کبھار تو ہوتا ہے نا؟" اس کے بے یقین سے لہجے کا فرح کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ لب بھینچے اسے چھوڑ کر کمرے سے نکل گئی۔

رات کو زہرہ کمرے میں آئیں تو وہ ان سے الجھنے لگیں۔

"امی! میں نے آپ سے کہا بھی تھا کہ آپ بڑے ماموں سے صاف بات کریں۔ پھر بھی آپ پر اثر نہیں ہوا۔"

"ہیں، کونسی بات؟" وہ اپنی خوشی میں مگن تھیں اس لئے اس کی بات کی تہہ تک نہیں پہنچ پائیں۔ روشین جھنجلا کر رہ گئی۔

"کہاں دھکیل رہی ہیں مجھے؟ انہی اندھی کھائیوں میں جہاں میں ساری عمر ہاتھ مار کر سہارا ہی تلاش کرتی رہوں۔"

"خدا نہ کرے تمہاری تو زبان کے آگے کھائی ہے۔" زہرہ ہول اٹھیں اور بے حد ناگواری سے بیٹی کو دیکھا۔

"فقط زبان کے آگے ہی نہیں بلکہ قسمت میں بھی کھائی ہی ہے۔"

"بکواس مت کرو۔" زہرہ غصے میں آ گئیں۔

"کیوں ایسی فضول باتیں کر رہی ہو؟"

"آپ پر تو سب بیت چکا ہے پھر آپ کیسے رضا مند ہو گئیں۔"

"زہرہ کا دل اسی دن کے اندیشوں سے سدا لرزاں رہتا تھا باپ کے کیے کو وہ ہر مرد پر ثبت کرتی تھی۔

"ہم سب بہت مطمئن ہیں۔ چھوٹی سی فیملی ہے، دو بہنیں ہیں چھوٹی اور دو بھائی ہیں۔ حاسن سب سے بڑا ہے۔ والدہ حیات نہیں ہیں اور والد ملک سے باہر ہوتے ہیں۔" اس کی بے اعتنائی سے قطع نظر زہرہ اطمینان سے بتا رہی تھیں۔

"مجھے کسی سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اور نہ ہی میں کوئی ایسا کام کر رہی ہوں جس کے لئے مجھے ان اطلاعات کی ضرورت پڑے۔" وہ بہت بے رخی سے بولی۔ تو زہرہ کو غصہ آ گیا۔

"خبردار جو آئندہ کبھی اس لہجے میں بات کی۔ شرم نہیں آتی تمہیں۔ انہوں نے تمہیں پالا ہے، جن کی تم ذمہ داری بھی نہیں تھیں اور اب انہیں تم سے متعلق کوئی فیصلہ کرنے کا حق نہیں؟ اور وہ جو تمہارا باپ ہے بلکہ جس کا نام صرف تمہاری سرٹیفکیٹ پر آتا ہے وہ کبھی پلٹا تمہاری طرف؟ کبھی اس نے پوچھا تمہیں؟" انہوں نے بری طرح اسے جھڑک دیا تو اس کی آنکھیں لبریز ہو گئیں۔

"آپ بھی نہیں سمجھتیں۔ بہت پچھتائیں گی۔ وہ بھی میرے ساتھ وہی کرے گا جو ابو نے آپ کے ساتھ کیا۔"

"بکواس بند کرو روشین۔" زہرہ بہت ٹھنڈی طبیعت رکھتی تھیں مگر اس پل روشین کی احمقانہ باتیں انہیں بددل کرنے لگی تھیں۔ وہ بھڑک اٹھیں۔

"خبردار جو آئندہ کبھی ایسی بات منہ سے نکالی تو جو کچھ میرے ساتھ ہوا وہ فقط میرا نصیب تھا اسے خوامخواہ اپنے ساتھ نتھی کرنے کی کوشش مت کرو۔"

زہرہ کے لہجے میں بے حد تلخی و ترشی اتر آئی تھی۔

"یہ فقط آپ ہی کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ میرا بھی برابر کا نقصان ہوا ہے۔ مجھ سے میرا باپ چھن گیا ہے۔"

اسے ماں کے اس قدر بیگانے سے رویے پر رونا آنے لگا تھا۔ پہلے تو کبھی بھی انہوں نے اس لب و لہجے

میں اس کے ساتھ بات نہیں کی تھی۔ اس کا ایک ہی مطلب تھا کہ وہ اس معاملے کو پوری سنجیدگی سے نمٹا کے رہیں گی اور اس بات کے آثار روشین کو بے چین و مضطرب کئے دے رہے تھے۔

"بیوقوفوں جیسی باتیں مت کرو۔" زہرہ نے بے لچک لہجے میں کہا تو اس کے حلق میں نمکینی گھل گئی۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اب وہ اسے بدلنے پر قادر نہیں ہے۔

* *

سسرال میں جس قدر شان و شوکت سے اس کا استقبال ہوا تھا اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو شاید خود پر رشک کر اٹھتی مگر اس نے بہت استہزائیہ انداز میں سوچا تھا۔

"چار دن کی چاندنی ہے ہفتہ بھر میک اپ کے بغیر مجھے دیکھیں گے تو سبھی کے ارمان خاک میں مل جائیں گے۔"

گھر والوں سے تو جیسے وہ ہمیشہ کے لئے ناتا توڑ کر چلی آئی تھی جسے وہ سب اس کی بیوقوفی پر محمول کر رہے تھے۔ اور تو اور اس نے رخصتی کے وقت زہرہ کے گلے لگنے پر بہت خفگی سے کہہ بھی دیا۔

"اب کچھ بھی ہو جائے کبھی نہیں آؤں گی آپ کے پاس۔"

اور چاہے ماحول کیسا ہی سوگوار سا کیوں نہیں ہو رہا تھا زہرہ کا جی چاہا کہ اپنی راج دلاری کو کم از کم دو تھپڑ تو ضرور ہی لگا دیں۔ جو جاتے ہوئے بھی ان کے دل کو خدشوں کی آماجگاہ بنا کر جا رہی تھی۔

لاؤنج میں اسے صوفے پر بٹھائے وہ لوگ ڈھولک بجاتے پتا نہیں کیا تماشے کر کر کے دل کی حسرتیں نکال رہے تھے ان گنت مہمان اس وقت بھی گھر میں موجود تھے۔ اس کی دونوں نندیں اس کے پاس ٹوسیٹر پر گھسی بیٹھی تھیں جس کی وجہ سے وہ خاصا بے آرامی محسوس کر رہی تھیں۔ کیونکہ بھاری لہنگے کی وجہ سے پہلے ہی اس کا دم الجھ رہا تھا۔

"چلو بھئی اب تم لوگ اٹھو جن کی جائیداد ہے وہ پارٹی آ گئی ہے اب ذرا ان کے رخ روشن کی بھی موی بن جانے دو۔"

شاید حاسن کے اندر آنے پر اس کے کسی دوست کی بیوی نے آواز لگا کر سعدیہ اور نازیہ کو اٹھایا تھا تب روشین کی سانس آسان ہوئی۔

"آ جائیں اب بھائی۔ کوئی اتنا سنگین جرم تو نہیں کر بیٹھے کہ کترائے پھر رہے ہیں۔" اس کے دیور عاصم نے بھائی کی مصروفیت پر طنز کیا تو سب ہنسے تھے۔

"بس یار صبح سے موی بنوا بنوا کر اکتا گیا ہوں۔" وہ دور ہی سے ہاتھ اٹھا کر معذرت خواہانہ انداز میں بولا۔

"اوئے ہوئے۔ لائم لائٹ میں آ کر محترم اور بھی مغرور ہو گئے ہیں۔" زبیر نے دوست کا مذاق اڑایا تھا۔

"تو کیا نہیں ہونا چاہیے؟" وہ انہی کی طرف آ گیا۔

"کوئی بات نہیں میری جان ضروری نہیں کہ اب تمہارے لئے کوئی ہیروئن ہی منگوائی جائے' تمہاری پسند کی جس کے ساتھ تم موی بنواؤ گے۔ ذرا اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ بھی بیٹھ جاؤ۔" ابرار شرارت سے بولا تو وہ ہنستے شانے اچکا کر آگے بڑھا اور روشین کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"چل اب اٹھ جا۔ ذرا بھی نہیں جچ رہا بھابی کے ساتھ۔"

اس کے بیٹھتے کے ساتھ ہی زبیر نے بیزاری سے کہا تو اس کی شرارت پر سب کی ہنسی بے اختیارانہ عمل تھا۔ مگر روشین نے اپنا چہرہ تپتا ہوا محسوس کیا۔ اسے یوں لگا جیسے وہ سب اس کی کم صورتی کا مذاق اڑا رہے ہوں۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔ کچھ شرم کرو میں دوست ہوں تم لوگوں کا۔" حاسن نے انہیں لتاڑا مگر وہ ڈھٹائی میں کمال رکھتے تھے ہنستے رہے۔

"مگر اب بھابی کے سامنے تمہارا چراغ نہیں جل سکتا۔"

ابرار نے اسے آئینہ دکھانے کی کوشش کی تو وہ تفاخر سے کالر کھڑا کر بولا۔

"ارے ہم تو سورج ہیں سورج۔"

"تو پھر آپ نے اپنا نام شمس الدین کیوں نہیں رکھ لیا۔" کسی نے بڑی معصومیت سے پوچھا تو ہنسی بکھرنے لگی۔

"پتہ نہیں کتنی دیر اسی ہنگامے میں گزر گئی۔ وہ لوگ تو جیسے کتنی صدیوں سے اس شادی کا انتظار کررہے تھے۔ روشین تھک کر چور ہونے لگی۔ اوپر سے مسلسل مووی لائٹ سے اس کا چہرہ اور آنکھیں دونوں جل رہے تھے۔ ابرار کی بیوی ثانیہ کو یقیناً" اس کی حالت پر ترس آگیا تھا اسی نے سب کو محفل برخاست کرنے کا حکم دیا تھا۔

"تھینک گاڈ میں سمجھا شاید یونہی صبح کا انتظار کیا جائے گا۔" حاسن کا انداز جد درجہ شرارت سے پر تھا۔ سب کی ہاؤ ہو سے لاؤنج گونج اٹھا۔

"میرے خیال میں اب چلنا چاہیے۔" زبیر نے رسٹ واچ پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا تو عاصم نے اس کا جملہ اچک لیا۔

"یہاں دھواں چھوڑنا منع ہے اگر چلنا ہی ہے زبیر بھائی تو ہمارے گھر سے تھوڑی دور جا کر چلئے گا۔" ایک بار پھر قہقہوں سے لاؤنج گونجا تھا۔

مووی میکر کے کہنے پر ثانیہ نے اسے بیڈ روم میں وسیع بیڈ کے وسط میں لا بٹھایا تھا اور اب وہ پھر بہت دلجمعی سے مووی بنا رہا تھا۔ وہ حد درجہ بے زاری کا شکار ہورہی تھی۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ مووی میکر کو دفع ہونے کا کہہ دے مگر خدا کا شکر تھا کہ ثانیہ اپنی ذمہ داری اور روشین کی تھکن کا پورا پورا احساس کررہی تھی۔ اس نے تھوڑی دیر کے بعد مووی میکر کو کمرے سے باہر بھیج دیا۔

"بس ابھی حاسن بھائی آنے ہی والے ہیں۔ سب کو پورچ تک سی آف کرنے گئے ہیں اور میں آج یہیں پر ہوں اگر کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک کہہ دو۔ بھوک یا پیاس تو نہیں لگی؟" وہ بہت اپنایت اور بے تکلفی سے پوچھ رہی تھی۔ بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ روشین نے بمشکل ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔

"اوکے بیسٹ آف لک۔" وہ شرارت سے مسکراتی چلی گئی۔

اور پھر وہ چلا آیا جس کی خاطر پور پور سجا کر اسے یہاں لایا گیا تھا۔

اس کا دل جیسے تھم تھم کر دھڑکنے لگا تھا مگر مقابل نے اتنی از خود رخنگی اور اپنائیت کا احساس دلایا کہ وہ اپنی سدھ بدھ کھو بیٹھی۔ یکلخت ہی جیسے کسی نے اسے فرش سے عرش پر جا بٹھایا تھا۔

اس کے بعد تو دن جیسے پر لگا کر اڑ گئے۔ سیرو تفریح کے دنوں میں وہ دونوں ایک دوسرے پر اچھی طرح منکشف ہوئے تھے۔ روشین کا تو رواں رواں اس کی محبت میں شرابور ہوگیا اس قدر چاہنے والا اور اس کا خیال رکھنے والا تھا وہ۔ مزاج میں قدرے شوخی تھی جس کی وجہ سے وہ لاابالی سا تھا مگر روشین کے لئے تو وہ سراپا توجہ تھا۔ اس کے سوا اسے کچھ سوجھتا ہی نہیں تھا، یہاں تک کہ واپس آکر بھی اس کی بے اختیاریوں پر خود روشین ہی نے اسے جھنجلا کر نظروں ہی نظروں میں تنبیہہ کرکے احساس دلایا تھا کہ اب اسے ذرا آپے میں رہنا چاہئے۔ مگر وہ وہی کرتا تھا جو اس کا دل چاہتا بعد میں وہ اس سے الجھنے لگتی۔

"شرم تو نہیں آتی آپ کو حاسن، سب بیٹھے تھے ٹیبل پر اتنی فضول بات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اپنی بیوی کی تعریف کرنا فضولیات میں کب سے شمار ہونے لگا؟" حاسن نے سہولت سے اسے بازو کے گھیرے میں لیا تھا۔ اس کا معصومانہ انداز روشین کو سلگا گیا۔

"جب سے آپ شادی شدہ ہوئے ہیں۔"

"اس کے خفگی سے پر انداز پر وہ ہلکا سا قہقہہ لگا بیٹھا۔

"ویل سیڈ۔"

"کاش کہ کبھی یہی دو لفظ کہنے کا موقع آپ مجھے بھی دیں۔"

روشین نے گہری سانس لی تو وہ ہونٹوں میں

مسکراہٹ دبا کر بولا۔

"میں تو بہت سے ایسے کام کرتا ہوں مگر تم انہیں ہمیشہ فضولیات کی کیٹگری میں لا کھڑا کرتی ہو۔"

"اگر تو آپ کا اشارہ کھانے کی ٹیبل پر بولے جانے والے جملے کی طرف ہے تو میں بالکل ٹھیک کرتی ہوں۔"

"روشین نے اس کے جوڑا کھولنے میں مصروف ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے قطعی انداز میں کہا تو وہ بہت محظوظ ہوا۔ پھر سادگی سے بولا۔

"میں نے صرف یہ کہا تھا کہ اتنا مزے کا کھانا بنانے پر دل چاہتا ہے کہ تمہارے ہاتھ چوم لوں۔"

"یہ "صرف" ہے۔ وہاں آپ کے ابو جان بھی بیٹھے تھے اور بہن بھائی بھی۔"

صرف کہا ہی تھا نا۔ عملی نمونہ تو پیش نہیں کیا۔ ویسے حرج بھی کوئی نہیں تھا بیوی ہو تم میری۔"

اس کی خفگی سے قطع نظر وہ بہت طمانیت سے ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ لئے کہہ رہا تھا۔ روشین زچ آ گئی۔

* ——— * ———

گزرتے دنوں میں اسے محسوس ہوا تھا کہ گھر والوں کا فیصلہ کس قدر صحیح تھا۔ اس نے زہرہ سے بھی معافی مانگ لی تھی وہ ماں تھیں بیٹی کو خوش دیکھ کر نہال کیوں نہ ہوتیں۔ بڑے ماموں نے بہت شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ فرح ہی نہیں عالیہ زیبا، حمزہ اور غازی بھی اس کا مذاق اڑاتے تھے۔

"کہاں تو رو رو کر نہریں بہا دی تھیں کہ حاسن احمد سے شادی نہیں کرنی اور کہاں یہ کہ تمہیں بلانے کے لئے منتیں کرنا پڑتی ہیں۔" فرح نے اسے بلا تردد جھاڑا تو وہ ہنستی چلی گئی۔

"ویسے اور کچھ ہو نہ ہو حاسن بھائی کے ساتھ رہ رہ کر یہ بھی خوبصورت ہوتی جا رہی ہے۔" عالیہ نے اس کی کھلتی رنگت اور جگمگاتی آنکھوں کو نظر بھر کے دیکھ کر کہا تھا اور پھر ان سب کی ضد پر وہ ہفتہ بھر وہاں رہ کر آئی تو ادھر حاسن کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ راستے بھر وہ منہ پھلائے رہا تھا۔ روشین نے بھی جان بوجھ کر کوئی توجہ نہیں دی سعدیہ اور نازیہ بے حد پیار سے ملی تھیں۔

"ذرا بھی مزہ نہیں آ رہا تھا آپ کے بغیر۔"

"بالکل مزہ نہیں آ رہا تھا بلکہ لوگ تو جوگ لے بیٹھے تھے آپ کے فراق میں۔" عاصم نے آنکھوں میں شرارت بھرتے ہوئے ٹی وی لگا کر بیٹھے بے پروا بنے حاسن کی طرف اشارہ کیا تو وہ جھینپ گئی۔

پھر شام اور اس کے بعد رات آ گئی مگر وہ یونہی تھا اس سے خفا اور الگ تھلگ سا۔ حالانکہ نازیہ سعدیہ اور عاصم کے ساتھ کتنی ہی دیر وہ کیرم کھیلنے کے بعد کمرے میں آئی تھی۔ یہ پہلی بار ہوا تھا ان تین ماہ میں کہ وہ اس سے خفا تھا اور روشین کو یہ خفگی مزہ دے رہی تھی۔ وہ بہت اطمینان سے کپڑے تبدیل کر کے بستر پر آئی تو وہ کتاب تھامے لیٹا ہوا تھا۔ مگر یہ کام جس طرح مارے بندھے وہ کر رہا تھا یہ روشین اچھی طرح جانتی تھی۔ وہ سونے سے پہلے کچھ بھی پڑھنے کا عادی نہیں تھا سوائے روشین سے باتیں کرنے کے، اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔ وہ تکیہ سے ٹیک لگائے قدرے نیم دراز تھا۔ وہ بھی اسی تکیے سے ٹیک لگا کر اس کے قریب بیٹھ گئی۔

"ارے واہ میرے جانے کے بعد تو آپ کو بہت اچھی اچھی عادتیں پڑ گئی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میرا میکے جانا آپ کو خاصا سدھار سکتا ہے۔" وہ اس کے ہاتھ میں تھمی کتاب پر نگاہ دوڑاتی شریر لہجے میں کہہ رہی تھی مگر وہ بے پروا بنا رہا۔ روشین اس کی خاموشی پر جھنجلا گئی۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی حاسن۔ میں آپ کی اجازت سے گئی تھی وہاں۔" اس نے کتاب پر سے نظریں ہٹا کر ایک نظر اسے دیکھا۔

"جب میں کوئی ایسا کام کر رہا ہوں جس میں مجھے نقصان ہو تو کیا تم مجھے منع نہیں کرو گی؟" وہ عجیب سا سوال پوچھ رہا تھا۔ مگر روشین نے فوراً "اثبات میں سر ہلا دیا۔ تو وہ کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اس کی طرف

متوجہ ہوا۔ "تو پھر جب میں تمہیں جانے کی اجازت دے رہا تھا تب تم نے مجھے کیوں نہیں روکا؟" وہ دھونس بھرے انداز میں بولا تو روشین کو ہنسی آگئی۔

"اتنی سی بات کے لیے یوں منہ بگاڑ رکھا تھا۔"

حاسن نے اپنے اور اس کے بیچ موجود فاصلے کو ختم کرتے ہوئے بہت شوخی سے جواب دیا۔ "ڈینڈی تو نہ مارو۔ چاند چہرہ ہوں۔ نام بھی تو دیکھو والدہ نے کیسا چن کر رکھا تھا۔ حاسن۔ یعنی کہ چاند۔"

"بالکل۔ آپ ہی کو تو دیکھ کر لوگ عید کرتے ہیں جناب۔" روشین نے بھی اسی انداز میں جواب دیا تو وہ اس کے انداز پر نثار ہونے لگا۔

"تم بہت سنگدل ہو جانتی بھی ہو کہ اب چند لمحوں کی جدائی بھی شاق گزرتی ہے وہاں ہفتہ بھر لگا دیا۔" وارفتگی اور بے خودی کے لمحات گزرنے کے بعد وہ بہت خفگی سے کہہ رہا تھا۔ روشین نے ذرا سی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا تو اسے پوری توجہ سے اپنی طرف متوجہ پا کر فوراً پلکیں جھکا گئی۔

"میں نے آپ سے پوچھا تو تھا۔"

"پوچھا نہیں بلکہ پچھوایا تھا۔ اگر فرح بات نہ کر رہی ہوتی تو میں تمہیں کبھی بھی وہاں رکنے نہیں دیتا۔" وہ اٹل انداز میں بولا پھر گویا اس سے شکوہ کرنے لگا۔

"پتا بھی ہے ابو جان بھی اب واپس چلے گئے ہیں گھر ایکدم سے خالی لگنے لگا تھا۔"

اس کے انداز شکوہ پر روشین کو ہنسی آگئی۔

"یعنی اب میرے آنے سے ابو جان والی کمی دور ہو گئی ہے۔"

"تمہارے آنے سے تو تمہاری کمی دور ہوئی ہے روشنی۔" اس نے یکلخت ہی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بہت ملائمت سے کہا تو وہ چپ سی ہو گئی۔

"یقین مانو یوں لگ رہا تھا جیسے اندھیروں میں بھٹک رہا ہوں میں۔ یا پھر یوں کہ جیسے کوئی انتہائی قیمتی شے کہیں کھو گئی ہو۔"

وہ اس وقت اپنا تمام تر شوخ اور لاابالی پن بھول کر نرمی سے کہہ رہا تھا اور یہی وہ وقت ہوتا تھا جب روشین کے دل میں یقین اور بے یقینی کا سمندر ایک ساتھ ٹھاٹھیں مارنے لگتا۔ کیا کوئی اتنا خوبصورت مرد کسی عام سی صورت والی لڑکی سے اتنی محبت کر سکتا ہے؟ وہ اپنے تجربے اپنے تجزیے اور مشاہدے سے سوچتی تھی اسلئے جواب ہمیشہ نفی ہی میں ملتا تھا۔ تب وہ گھبرا جاتی۔ اب بھی یہی ہوا تھا۔ وہ یکبارگی حاسن کو ٹوک گئی۔

"حاسن! آپ مجھ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں؟"

اس کی غیر متوقع بات پر وہ ہنس دیا۔ پھر اپنے مخصوص انداز میں لوٹتے ہوئے بولا۔

"کیوں کرتا ہوں؟ بھئی اس لئے کہ تم میرے ہونے والے بچوں کی ماما ہو۔" وہ اتنی روانی سے بولا تھا کہ روشین بات سمجھے بغیر بے ساختہ بول اٹھی۔

"اچھا بھی اور میں سمجھی کہ شاید۔ ہاں۔"

مگر اسی وقت حاسن کی ہنسی نے اسے فقرے کی گہرائی کا احساس دلایا تو وہ یکلخت ہی شرم اور خجالت کے ملے جلے اثرات کا شکار ہونے لگی۔

"بہت فضول ہیں آپ۔" وہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ اتنا ہی کہہ سکی جب کہ وہ خود اپنے جملے اور روشین کے انداز سے خاصا محظوظ ہو رہا تھا۔

"اب تو برا بھلا جیسا بھی ہوں تمہارا ہوں۔ جیسا چاہو بنا لو۔"

بہت اچانک وہ اپنا موڈ بدلتا تھا۔ اب بھی اس کا وارفتہ سا انداز روشین کو خود میں سمٹنے پر مجبور کرنے لگا۔ اور وہ اس کو یوں خائف ہوتا دیکھ کر بے ساختہ ہنس دیا۔

—— * —— * ——

حاسن نے بینک جانا شروع کر دیا ہوا تھا اس لئے زندگی جیسے اپنے معمولات پر لوٹنے لگی۔ اور اس زندگی میں بھی روشین کے لئے بے حد کشش تھی۔ وہ بیڈ

شیٹ بدل رہی تھی جب دروازہ ناک کر کے نازیہ اندر چلی آئی۔

"بھابی! تائی جان کا فون تھا۔ انہوں نے ڈنر پرانوائیٹ کیا ہے آپ لوگوں کو۔"

"ارے نہیں۔" وہ کراہ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ نازیہ بے ساختہ ہنسی تھی۔

"اتنی ذرا سی دعوتوں سے گھبرا گئی ہیں آپ۔ اگر ہنی مون کے لئے نہ چلے گئے ہوتے تو لوگ تو ابھی تک یہ دعوتیں جاری ہوتیں۔"

"اب بھی کون سا کم ہو رہا ہے۔ ایمان سے روزانہ مرغن کھانے کھا کھا کر اکتا گئی ہوں میں۔" اس نے بیچارگی سے کہا تو وہ شرارت سے بولی۔ "اچھا ہے نا شاید اسی طرح موٹی ہو جائیں آپ۔"

"کبھی نہیں۔" وہ فوراً بولی۔ "مجھے اسمارٹ رہنا پسند ہے۔"

"تو پھر بھائی جان سے بات کرلیں۔" نازیہ نے شانے اچکائے تو وہ گہری سانس بھر کے رہ گئی۔

"وہ تو شیدائی ہیں ان دعوتوں کے۔ ایمان سے اس قدر انجوائے کرتے ہیں کہ حد نہیں۔"

"ہاں یہ تو ہے۔" نازیہ نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔ "پچھو ٹلی بھائی جان خاندان بھر میں بہت پاپولر رہے ہیں ہمیشہ سے۔"

"اسی لئے ہر دعوت میں اس قدر جوش و خروش دکھاتے ہیں۔" روشین نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور اٹھ کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"ایمان سے بھابی آپ تو یوں سمجھیں کہ خاندان بھر کی کریم مل گئی ہے آپ کو۔ ہر کسی کی خواہش تھی کہ بھائی جان اس کے داماد بنیں۔ اور لڑکیاں تو دیوانی ہیں ہمارے خاندان کی بھائی جان کے پیچھے۔" وہ اٹھ کر روشین کے ساتھ بیڈ شیٹ بچھانے میں مدد دینے لگی۔ روشین کے ہاتھ اس کی بات پر لحظہ بھر کو ٹھٹکے تھے۔

"اچھا۔" اس کے سرسری سے انداز پر نازیہ نے سمجھا شاید روشین کو اس کی بات پر یقین نہیں آیا وہ پھر سے بولی۔

"ایمان سے بھابی آپ نے ہمارے خاندان کی تقریباً" سبھی لڑکیوں کو دیکھ لیا ہے کتنی خوبصورت ہیں نا۔ اور سبھی بھائی جان کو پسند کرتی ہیں۔"

نازیہ کے معصومانہ سے انداز میں ہلکا سا فخر تھا۔ ویسے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ حاسن احمد خوبصورت تھا' بینک میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھا۔ بہترین عادات و اخلاق کا مالک تھا۔ ایسے میں پسندیدگی کی سند رکھنا ایسی انہونی بات نہیں تھی مگر روشین اظفر تو دودھ کی جلی تھی۔ بغیر پھونکے چھاچھ بھی پینا گوارہ نہیں کرتی تھی۔

"اور تمہارے بھائی جان؟" بظاہر اس نے بہت سرسری انداز میں پوچھا۔ اور نازیہ ابھی محض میٹرک کی اسٹوڈنٹ تھی رویوں اور تاثرات کی زبان سے قطعی ناآشنا۔ اسی سادگی میں بولی۔

"بھائی جان کی تو سبھی کے ساتھ دوستی ہے۔ دیکھا نہیں آپ نے کتنا خوش رہتے ہیں اور انجوائے کرتے ہیں سب میں۔"

"واقعی انجوائے تو بہت کرتے ہیں۔" وہ تکیے پر غلاف چڑھاتے ہوئے الجھ رہی تھی۔

"بھائی جان کو فون کردوں۔" نازیہ اٹھ کھڑی ہوئی تو اس نے اسے منع کردیا۔

"میں خود بات کر لیتی ہوں ان سے۔"

نازیہ کے جانے کے بعد کتنی ہی دیر وہ یونہی بیٹھی رہی۔ ذہن ہر قسم کی سوچوں سے پاک تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سوچنے کو کچھ ہے ہی نہیں۔ نظریں بھٹکتی ہوئی اپنی اور حاسن کی شادی کی انلارجمنٹ پر رک گئیں۔ یہ ولیمہ والے دن کی تصویر تھی جس میں وہ بہت شرمائی ہوئی بیٹھی تھی اور حاسن اس کی طرف ذرا سا چہرہ موڑے کچھ کہہ رہا تھا۔ در حقیقت یہ تصویر اتنی خوبصورت آئی تھی کہ سب نے فوراً ہی اسے انلارج کروانے کا مشورہ دے ڈالا تھا۔

"پتا نہیں فوٹوگرافر نے کس رخ سے تصویر لی تھی جو اتنی اچھی آگئی۔ ورنہ حاسن کے ساتھ بیٹھ کر تو۔" اس نے بے ساختہ لب دانتوں تلے دبا لیا۔

پتہ نہیں حاسن میرے ساتھ ان دعوتوں میں جاتے ہوئے کتنے کانشس ہوتے ہوں گے؟ یکلخت ہی پھر سے اس کے دل و دماغ کو وہی سوچ جکڑنے لگی۔ مگر وہ فوراً ہی سر جھٹک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چہ۔۔۔ کیا فضول بات ہے وہ تو مجھے اتنا چاہتے ہیں اور میں ہوں کہ۔"

وہ لاؤنج میں چلی آئی۔ ارادہ تھا کہ حاسن کو فون کر کے جلدی آنے کا کہہ دے۔ ویسے اس کا موڈ تو قطعی نہیں تھا جانے کا مگر وہ چاہ رہی تھی کہ حاسن کا ارادہ بھی معلوم کر لے۔

"تاذی انہوں نے ٹائم کیا دیا تھا ڈنر کا؟"

"اس نے دونوں بہنوں کے کمرے میں جھانک کر پوچھا وہ دونوں پڑھ رہی تھیں۔

"یہی کوئی آٹھ بجے تک کا کہا ہے۔"

"بھائی جان کو فون کرنے لگی ہیں؟" سعدیہ نے فوراً پوچھا اور اس کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے فوراً فرمائش بھی جڑ دی۔

"ان سے کہئے گا آتی دفعہ آئس کریم لیتے آئیں۔"

"اتنے ٹھنڈے موسم میں؟" روشین نے آنکھیں پھیلائیں۔

"آپ کو نہیں پسند؟" سعدیہ کو جیسے بہت حیرت ہوئی تھی۔ تب روشین نے شرارت سے کہا۔

"اتنی زیادہ تو نہیں مگر تمہارے لئے آئے گی تو میں بھی کھا لوں گی۔"

وہ دونوں اس کے انداز پر ہنس دیں تو وہ بھی مسکراتی ہوئی فون کی طرف آ گئی۔ نمبر پش کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ لائن ملنے پر حاسن کی سنجیدہ سی آواز و شائستہ انداز نے اسے شرارت پر اکسایا۔

"ہیلو۔" وہ مبہم سے انداز میں بولی تاکہ آواز پہچانی نہ جائے۔

"جی فرمائیے؟"

"آپ فرمائیے۔ کیسے ہیں؟"

"محترمہ آپ کو بات کس سے کرنی ہے؟" وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

"جس کو فون کیا ہے۔" وہ مزے سے بولی۔

"اور فون کس کو کیا ہے آپ نے؟" وہ اسی انداز میں بولا۔

"ظاہر ہے کہ آپ کو۔"

"جی فرمائیے۔ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔"

وہ گہری سانس لے کر قدرے توقف سے پوچھنے لگا۔

"یہی کہ مجھ سے باتیں کرتے رہیں۔"

"اوہ آپ یقیناً "بور ہو رہی ہیں۔" وہ اندازہ لگاتے ہوئے بولا تو روشین نے بیساختہ ریسیور کو گھورا تھا۔

"ہو رہی تھی مگر اب نہیں۔ آپ کی آواز بہت خوبصورت ہے۔"

"اچھا۔" اور وہ ذرا سا ہنسا۔ "تعریف کا شکریہ۔"

"کیا آپ کو کسی نے نہیں بتایا کبھی؟"

روشین کو اس کی بے تکلفی اچھی نہیں لگ رہی تھی مگر اب مجبوری تھی کہ یہ کھیل اس نے خود ہی شروع کیا تھا۔

"ہاں۔" دوسری طرف سے گہری سانس بھری گئی۔ "اپنی ایسی قسمت کہاں؟"

"حالانکہ اگر کوئی بندہ شادی شدہ ہو تو اس کی بیوی تو ضرور ایسی تعریف کرتی ہے۔" وہ جان بوجھ کر بولی۔

"کیوں جلے پر نمک چھڑکتی ہیں محترمہ اتنی لڑاکا اور تیز طرار بیوی ہے میری کہ۔" وہ بڑے دلگیر لہجے میں کہنے لگا تھا کہ وہ چلا اٹھی۔

"حاسن۔" اور دوسری طرف وہ زوردار قہقہے کے ساتھ ہنس دیا۔

"بس اتنی ہی بہادری تھی؟ میں بھی تو اتنے اطمینان کے ساتھ بات کر رہا تھا تم سے برداشت نہیں ہوا۔" وہ اس کے احتجاج سے محظوظ ہو رہا تھا صاف ظاہر تھا کہ وہ شروع ہی سے جانتا تھا کہ کون بات کر رہا ہے۔

"آپ بہت خراب ہیں۔" اس کا دل ابھی تک

قابو سے باہر تھا۔

"دیکھو شروعات تم نے کی تھی۔ اب تمہیں کیا پتہ کہ میں نہیں تم ہی بلکہ فول بن رہی ہو۔" وہ اپنی شرارت پر ہنس رہا تھا۔

"اچھا آپ تو ہیں نا فول پروف۔" وہ جل کر رہ گئی۔

"ہاں تو اس میں کیا شک ہے۔" وہ فوراً" بولا۔ پھر پوچھنے لگا۔ "فون کیوں کیا تھا کیا دل نہیں لگ رہا میرے بغیر؟"

"جی نہیں، ابھی اتنا برا وقت نہیں آیا مجھ پر۔" اس نے صاف جواب دیا تو حاسن تلملا اٹھا۔

"تو پھر لائن بزی کرنے کی کیا ضرورت تھی اور بھی بہت سی ہیں مجھے فون کرنے والیاں۔" حاسن نے اپنی طرف سے مذاق میں بات کی تھی مگر اسے دھچکا سا لگا۔

"فقط یہ بتانا تھا کہ آج تائی اماں یعنی کہ آپ کی تائی اماں نے ہمیں ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے۔" اس نے فوراً" ہی سنجیدہ سے لہجے میں بتایا تو وہ بولا۔

"ہاں مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے حمیرا کا فون آیا تھا۔" اس نے اپنی تایا زاد کا نام لیا تو تھوڑی دیر کو وہ خاموش رہ گئی۔

"میرا تو بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا جانے کو۔" اس کے اکتاہٹ بھرے انداز پر وہ فوراً" اسے ٹوک گیا۔

"اوں ہوں سوچنا بھی مت۔ ضرور جانا ہے ادھر۔ ورنہ حمیرا سے جنگ کا اندیشہ ہے۔ وہ بہت وعدے لے رہی تھی۔"

"لیکن میرا دل۔" وہ کہنے لگی تھی مگر حاسن اس کی بات کاٹ گیا۔

"میری جان صرف اپنے دل ہی کا نہیں کسی اور کا بھی سوچ لو۔ حمیرا کا دل ٹوٹ جائے گا اس نے اتنی چاہت سے بلایا ہے۔"

روشین کو لگا جیسے اس کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

"ایک تو آپ کو لڑکیوں کے دل نہ ٹوٹنے کی بڑی فکر ہوتی ہے۔" اس نے سلگ کر کہا تو وہ بے حد شرارت سے اضافہ کرتے ہوئے بولا۔

"وہ بھی خوبصورت لڑکیوں کے۔" حاسن نے کسی بھی لب و لہجے میں بات کی ہو مگر اسے سناٹوں میں دھکیل گئی تھی۔ اسے یوں لگا جیسے وہ اسے جتا رہا ہو کہ اس کی نسبت اسے حمیرا کے دل کا خیال ہے کیونکہ وہ اس سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اس نے بمشکل خود کو سنبھالا تھا۔

"او کے پھر آتی دفعہ نازیہ اور سعدیہ کے لئے آئس کریم ضرور لیتے آئیے گا۔"

"او کے۔" اس نے مزید کوئی بات کئے بغیر خدا حافظ کہہ دیا تو کئی لمحوں تک خالی الذہن کی سی کیفیت میں وہ ریسیور کان سے لگائے بیٹھی رہی۔

تو کیا پھر سے وہی کھیل شروع ہونے والا ہے؟

کیا پھر سے ایک خوبصورت مرد ایک کم صورت عورت سے دھوکا دہی اور مکرو فریب کا مرتکب ہو رہا ہے اسے اپنی ذات میں الجھا کر خود خوبصورت زلفوں کے سائے میں پناہ لینے کا متلاشی ہے۔

اس نے ریسیور کریڈل پر ڈالا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ ذہن میں ایک جنگ سی چھڑ چکی تھی۔

حاسن کی بے تابیاں، اس کی بے خودی و بے اختیارانہ پن اسے کچھ غلط سوچنے سے روک رہے تھے مگر وہ اک خوف جو اس کے اندر کنڈلی مارے بیٹھا تھا یکایک پھن پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔

"تو قسمت کا پھیر شروع ہو گیا اور روشین اظفر۔ جو کر سکتی ہو کر لو۔"

اس کی سماعتوں میں اپنی ہی استہزائیہ سی آواز گونجی تو وہ تیز قدموں سے چلتی اپنے کمرے میں آ گئی۔ اپنے آنسوؤں پر اسے اختیار نہیں رہا تھا۔

حاسن ایسے نہیں ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ وہ ہر ایک سے بہت اچھی طرح سے بات چیت کرتے ہیں مگر وہ محبت صرف مجھ سے کرتے ہیں۔

وہ ہارے ہوئے انداز میں خود کو تسلیاں دے رہی تھی۔

"خوبصورتی مجھے بہت متاثر کرتی ہے۔"

CamScanner

اسے یاد آیا ہنی مون کے دوران کئی جگہوں پر بکھرے خوبصورت مناظر دیکھ کر بے اختیار وہ کہا کرتا تھا۔

"یہی بات تو وہ میرے چہرے پر نظریں جما کر بھی کہتے تھے۔"

وہ آنکھیں رگڑتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

"مگر ہو سکتا ہے کہ مجھے جتا رہے ہوں کہ۔۔۔"

"یا خدا، وہ کتنی محبت کرتے ہیں مجھ سے اور میں پتا نہیں کن فضول باتوں میں کھوئی ہوں۔"

وہ سر جھٹک کر الماری کی طرف بڑھی اور اپنے اور حاسن کے لیے کپڑے نکالنے لگی۔

"میں بہت غلط باتیں سوچنے لگی ہوں۔ مجھے ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ میاں بیوی کا رشتہ تو اعتماد کا رشتہ ہوتا ہے اور اگر ایسے ہی کبھی حاسن میرے بارے میں سوچنے لگیں تو۔۔۔؟ میرے خدا مجھے معاف کرنا۔"

کپڑے پریس کرتے ہوئے بھی وہ ان ہی سوچوں میں غلطاں تھی۔ کبھی اس کی سوچیں اعتدال پر آجاتیں تو کبھی ادھر ادھر خدشات میں بھٹکنے لگتیں۔ اس نے بہت دقتوں سے اس بے ہودہ خیال کو ذہن سے جھٹکا تھا مگر جس خیال اور جن خدشات میں اس کی زندگی کے اتنے سال گزرے تھے، ان سے چھٹکارہ پانا آسان کام نہیں تھا۔ بہرحال اس وقت یہ ضرور ہوا کہ اس نے اپنی سوچوں پر قابو پالیا۔

کپڑوں سے فارغ ہو کر وہ باہر آئی تو سیدھی کچن میں گھس گئی۔ اس کے پیچھے پیچھے سعدیہ بھی آگئی۔

"بھابی! آج کیا بنائیں؟"

"وہی جو تم لوگ پسند کرو۔ میں اور حاسن تو ڈنر پر انوائیٹڈ ہیں۔" اس نے لحظہ بھر کو سوچ کر جواب دیا تو وہ سر ہلا کر فریزر کی طرف بڑھ گئی۔

"چکن اور ماش کی دال بنا لیتے ہیں۔ عاصم کو بھی پسند ہے۔" یہ سن کر روشین ٹوکری میں سے لہسن اور پیاز نکالنے لگی۔

"بھابی! آپ خوش ہیں نا یہاں۔۔۔؟"

سعدیہ نے نل کھول کر گوشت کا پیکٹ سنک میں پانی کی دھار کے نیچے رکھتے ہوئے اس سے پوچھا تو وہ ہنس دی۔

"ارے۔۔۔ تمہیں ابھی تک پتا نہیں چلا؟"

"پتا نہیں۔۔۔" وہ شانے اچکا کر بولی۔ "آپ بہت ریزرو رہتی ہیں شاید اس لیے مجھے محسوس نہیں ہوا۔"

"ارے نہیں سعدی۔۔۔ میں ریزرو تو نہیں رہتی بس مجھ سے باتیں کروانے کے لیے آپ کو خود بولنا پڑتا ہے۔" وہ فوراً وضاحت کرنے لگی۔ "یعنی کہ تم اگر مجھ سے باتیں کرتی رہو گی تو میں بھی برابر جواب دوں گی۔"

"دراصل میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ اگر امی ہوتیں تو شاید گھر کا ماحول اور طرح کا ہوتا۔" وہ گوشت سے شاپر علیحدہ کرتے ہوئے بولی تو روشین کو اس کی سنجیدگی پر ہنسی آگئی۔

"لیکن میں تو اب بھی بہت انجوائے کرتی ہوں تم سب کی کمپنی کو۔"

"پھر بھی ہم لوگ سنجیدہ بالکل نہیں ہیں۔ شاید اس لیے کہ ہماری تربیت میں امی اور ابو کی بجائے حاسن بھائی کا زیادہ ہاتھ ہے۔ بھائی جان خود بھی ایسے ہی ہیں بالکل ہماری طرح۔"

"تم سب کی نیچر بہت اچھی ہے اور عاصم تو بالکل شیطان ہے۔ مجال ہے جو اس کی موجودگی میں کوئی بور ہو جائے۔"

اور واقعی عاصم کی طبیعت کچھ اتنی پارہ صفت تھی کہ ابھی بھی اس کے ذکر پر روشین کو ہنسی آگئی مگر ساتھ ہی موصوف کی انٹری بھی ہو گئی۔

"یہ ہمارے گناہ جھاڑنے کی ضرورت کیوں پڑ گئی آپ کو؟"

"دیکھا صحیح کہہ رہی تھی نا میں؟" روشین نے داد طلب انداز میں سعدیہ کو دیکھا تو وہ ہنس دی۔

"بس جہاں خواتین مل بیٹھیں وہیں غیبت شروع ہو جاتی ہے۔"

"بالکل ٹھیک جہاں "تین" ہوں وہاں غیبت ہوتی ہے ہم تو صرف دو ہیں۔" سعدیہ نے بہت معصومیت

سے کہا تو روشین کو ہنسی آگئی۔

"نالائق میں آپ دونوں کو کہہ رہا ہوں۔ دماغ کا علاج کراؤ پہلے۔" وہ جیسے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے بولا۔

"علاج کی تو تمہیں ضرورت ہے وہ بھی دماغ کے نہیں بلکہ آنکھوں کے کیونکہ تم ہم دونوں کو خواتین کہہ رہے ہو۔ یہ تو تین عدد عورتوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔" سعدیہ ٹرے میں دال نکالتے ہوئے ناصحانہ انداز میں بولی تو وہ روشین کے ہنسنے پر انہیں گھورنے لگا۔

"آپ لوگ میری اردو کو چیلنج مت کریں۔"

"ہم تو آپ کی ناقص معلومات کو چیلنج کر رہے ہیں جناب۔" روشین نے لہسن اور پیاز چولہے پر چڑھا کر آنچ جلاتے ہوئے اسے چھیڑا تھا۔

"قصور آپ کا نہیں۔ اس تعلیم کا ہے جو آپ نے حاصل کی ہے۔"

"یہی جملہ میری طرف سے اپنے لیے بھی سمجھ لو۔"

"شرم کرو اور یہی سوچ کر ذرا ادب سے بات کر لیا کرو کہ مستقبل کے انجینئر سے بات کر رہی ہو۔"

"اسی لیے تو ابھی خیال نہیں کرتی ادب لحاظ کا کہ بعد میں تم نے بولنے ہی کب دینا ہے انجینئر صاحب۔"

"طنز کر رہی ہو؟" اس کے اس قدر تمیز سے پکارنے پر وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا تو اس نے کمال بے نیازی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جیلس۔۔۔"

"وہ کیوں جیلس ہوگی بھلا اگر تم مستقبل کے انجینئر ہو تو یہ بھی مستقبل کی ڈاکٹر ہے۔"

"ہاں۔۔۔" اس نے استہزائیہ انداز اپنایا۔ "ابھی مینڈک لاکر محترمہ کے سامنے رکھ دوں تو اس سے پہلے یہ پھدک کر کچن سے باہر ہوں گی۔" اس کے خطرناک ارادوں پر سعدیہ تو کیا روشین خود بھی دہل گئی جبکہ وہ ہنس رہا تھا۔

"ہم اپنی سعدی کو اسپشلائزیشن کے لیے باہر بھیجیں گے۔" روشین نے سعدیہ کے شانوں کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے کہا تو وہ بھی بھرپور ساتھ دینے کا یقین دلانے لگا۔

"بالکل۔۔۔ اور پھر میں بھی اپنے ٹامی کا علاج اسی سے کراؤں گا۔" اس نے اپنے کتے کا نام لیا تو روشین کو بے ساختہ ہنسی آگئی۔

"بہت فضول ہو تم۔۔۔" سعدیہ چڑ کر ٹرے کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے بولی تو وہ اسے اور تنگ کرنے لگا۔

"تو صحیح کہہ رہا ہوں نا میں۔ انسانوں کو کیا پڑی ہے کہ وہ اپنی جان کو خطرے میں ڈالیں۔ جو ڈاکٹر ایک ذرا سے مینڈک کا آپریشن نہ کر سکے وہ ایک اونچے لمبے انسان کا کیا آپریشن کرے گی؟"

"سب سے پہلے تو میں تمہارے دماغ کا آپریشن کروں گی۔" وہ سلگ کر اسے گھورتے ہوئے بولی تو وہ ڈھٹائی سے ہنسنے لگا۔ جواباً وہ پیر پٹختی کچن سے باہر نکل گئی۔ روشین دال بھگونے لگی۔

"یہ ہے کام سے جان چھڑانے کا صحیح طریقہ۔" عاصم نے پیچھے سے ہانک لگا کر اسے اور جلایا تھا۔

"بس کرو اب۔۔۔ رو پڑے گی وہ۔" روشین ہنڈیا کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

"حالانکہ ڈاکٹرز کو بات بات پر رونا نہیں چاہیے۔" وہ متانت سے بولا تو روشین مسکرا دی۔

"کیوں بھئی۔۔۔ کیا ڈاکٹرز انسان نہیں ہوتے؟"

"اونہوں۔۔۔" عاصم نے اطمینان سے نفی میں سر ہلایا۔ "وہ تو ڈاکٹرز ہوتے ہیں۔"

"بھئی تم سے بحث کرنے کے لیے تو ایکسٹرا انرجی کی ضرورت ہوتی ہے۔" وہ بے ساختہ ہنس دی۔

"تو کیا بھائی جان کے ڈایلاگز کافی نہیں ہوتے؟" وہ قدرے تشویش سے پوچھ رہا تھا۔ روشین جھینپ گئی۔

"اسٹوپڈ۔۔۔" وہ ہنسا۔

"تو بھئی۔ اس میں اتنا شرمانے کی کیا بات ہے۔ میں تو جس دن "اسے" دیکھ لوں۔ یوں لگتا ہے ہارس پاور آگئی ہے میرے اندر۔" وہ جیسے بہت کھوئے ہوئے

انداز میں کہہ رہا تھا۔ روشین نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔

"اپنے گھوڑے کی بات کر رہے ہو؟" وہ بات ادھوری چھوڑ کر اسے گھورنے لگا۔

"طنز کر رہی ہیں؟"

"نہیں۔ مذاق اڑا رہی ہوں تمہارا۔" روشین نے مسالہ بھونتے ہوئے سادگی سے کہا تو وہ بھی ہنس دیا۔

"صحیح جوڑ ملا ہے بھائی جان کو۔۔۔ ورنہ تو وہ محفل میں کسی اور کو بولنے ہی نہیں دیتے تھے۔"

"پاپولر تو اب بھی بہت ہیں۔" وہ مسکرائی۔

"یہ تو ہے۔ شادی شدہ ہو کر بھی میرا اسکوپ مار دیتے ہیں۔" وہ منہ بنا کر افسردگی سے بولا۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔" روشین نے اسے بہلایا۔

"شاید آپ نے مہ جبینوں کے درمیان ان کی خوش مزاجی نوٹ نہیں کی۔ مجال ہے جو کسی کی توجہ ان پر سے ہٹ جائے۔ ایمان سے جو لڑکیاں شادی سے پہلے ان پر مرتی تھیں وہی آج بھی ان کے پیچھے ہیں۔ میں تو پریشان ہوا جا رہا ہوں۔"

وہ بڑی دلسوزی سے کہہ رہا تھا۔

"کیوں۔۔۔ تم کیوں پریشان ہو؟" وہ آہستہ سے بولی۔

"بہت منتوں کے بعد میں نے شادی کروائی ہے بھائی جان کی۔ ورنہ وہ تو راضی ہی نہیں تھے۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے ان کی شادی کے بعد سب کی نظر کرم مجھ پر ہو جائے مگر اس قدر کمزور نظر ہے سب کی کہ یہ یوسف ثانی انہیں دکھائی ہی نہیں پڑتا۔"

وہ کلس رہا تھا۔ جبکہ وہ ایک ہی جملے پر اٹکی ہوئی تھی۔

"تم نے منتیں کیوں کیں ان کی؟"

"صاف ظاہر ہے۔ بھئی شادی کی صورت میں اتنی ساری سہیلیوں سے ہاتھ دھونے پڑ جاتے۔ کچھ محترم ہیں بھی حسن پرست۔ وہ تو میں نے ہی سمجھایا کہ بھائی جان ایک عدد بیوی گھر میں لے آئیں اس کے بعد چاہے جدھر مرضی دیکھیں۔"

وہ بہت شرارت سے کہہ رہا تھا۔ روشین فوراً پلٹ کر ہنڈیا میں گوشت ڈالنے لگی۔

"بہت غلط مشورہ تھا تمہارا۔۔۔" وہ بے تاثر سے انداز میں بولی تو وہ ہنسنے لگا۔

"بھئی غلط کیسے۔۔۔؟ اب اتنی ساری خوبصورت لڑکیوں سے تو وہ شادی نہیں کر سکتے تھے نا۔ مگر دوستی تو سب سے رکھ سکتے ہیں۔ بس یہی بات ان کے دل کو لگی اور وہ مان گئے۔"

وہ پتا نہیں کیا کیا کہہ رہا تھا۔ روشین کے دل و دماغ تو بس اپنی ہی بغاوت میں مشغول تھے۔

حاسن نے آتے ہی جلدی جلدی کا شور مچا دیا۔ حالانکہ ابھی محض سات بجے تھے۔

"میری جان! ضروری تو نہیں کہ عین کھانے کے ٹائم پر ہم وہاں پہنچیں اچھا نہیں لگتا۔ کچھ دیر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔" اس کے اعتراض پر وہ اس کا رخسار تھپتھپاتے ہوئے بولا تو وہ گہری سانس لے کر واش روم میں گھس گئی۔

ویلویٹ کا پیازی کلر کا سمپل سا سوٹ اس پر اس قدر کھلا تھا کہ بستر پر نیم دراز حاسن کتنی ہی دیر اسے دیکھے گیا۔ وہ اس کی نظروں سے بے نیاز پتا نہیں کون سی الجھنیں بالوں کے ساتھ سلجھا رہی تھی۔

"یہ ٹھیک ہے کہ تم بہت اچھی لگ رہی ہو مگر ایسی کوئی خامی ہم میں بھی نہیں کہ تم دیکھنا ہی گوارہ نہیں کر رہیں۔"

وہ اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آیا اور پرفیوم اٹھا کر خود پر اسپرے کرنے لگا۔ روشین نے ایک نظر اس پر ڈالی اور بالوں کی چٹیا گوندھنے لگی۔ اب حاسن نے پرفیوم کا رخ اس کی طرف کر دیا۔ تو وہ خوشبوؤں میں گھرنے لگی۔ وہ ذرا سا اس کے قریب ہوا اور گہری سانس کھینچ کر مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"اچھی خوشبو ہے نا؟"

"ہوں۔۔۔" وہ مبہم سے انداز میں کہہ کر لب

اسٹک چیک کرنے لگی۔

"مانا کہ جناب کو اپنے حسن کا پورا پورا احساس ہے مگر ایسا بھی کیا غرور جانِ من؟"

وہ اس کے چہرے کو نظروں کی گرفت میں لیے بولا تو اس کے اندر سویا احساس کمتری جاگنے لگا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس کی عام سی شکل و صورت پر طنز کر رہا ہے۔ وہ لپ اسٹک رکھ کر پلٹ گئی۔

"کیا ہے بھئی۔ تیار نہیں ہونا؟"

حاسن نے حیرت سے اس کی سنجیدگی نوٹ کی تھی۔

"تیار تو ہوں بس۔۔۔"

"کم آن روشنی۔۔ پہلے ہی اتنا سمپل سا ڈریس پہنا ہے تم نے اب یوں ہی جاؤ گی دعوت پر؟"

وہ الجھا، تو روشین کا جی چاہا کہ وہ رو دے۔ اونچی آواز میں۔

"میک اپ کرنے سے کیا ہو گا؟" وہ دوپٹا شانے پر ڈالتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"تم اور بھی اچھی لگو گی۔" وہ برش اٹھا کر بالوں میں پھیرنے لگا۔ پھر لپ اسٹک اٹھا کر اس کی طرف بڑھائی۔

"یہ لو لگاؤ۔۔۔۔"

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔ روزانہ کی روٹین بن گیا ہے یہ سب۔"

"میری خاطر۔" وہ اسے امتحان میں ڈال گیا تو وہ گہری سانس لے کر آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی اور اس کے بعد اس نے بہت ہیوی میک اپ تو نہیں کیا مگر تقریباً" میک اپ کے سبھی لوازمات استعمال کیے۔

"اب لگ رہی ہو نا صحیح معنوں میں میری بیوی۔"

حاسن کپڑے بدل کر نکلا تو اس کے رخسار کو چھو کر بے ساختہ بولا۔ وہ دھڑکنیں سنبھالتی فوراً" جھک کر دراز کھول کر جیولری نکالنے لگی۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ حاسن سے پوچھے۔

"اگر میں میک اپ نہ کروں تو کیا تمہاری بیوی بننے کے قابل نہیں ہوں؟" مگر خود پر بہت ضبط کیے ہوئے تھی۔ وہ حسب عادت رومینٹک ہو رہا تھا مگر روشین پہلے کی طرح اسے سرزنش نہیں کر پائی۔

"اب چلیں۔۔۔"

اس کی حد سے زیادہ توجہ اسے خائف کرنے لگی تو وہ ہنس دیا۔

"میرے خیال میں تو چل ہی پڑو۔ ورنہ شاید جا ہی نہ سکیں۔" اس کے ذو معنی انداز کو سمجھے بغیر وہ پرس اٹھا کر اس سے پہلے باہر نکل گئی۔ نازیہ تو اسے دیکھ کر ہی حیرت زدہ ہو گئی۔

"بھائی جان اتنی سمپل جائیں گی؟"

"سمپل نہیں گریس فل۔۔۔" سعدیہ نے بہت پیار سے اس کے رخسار کو چھوا تھا۔ وہ بوجھل دل سے مسکرا دی۔

"گریس فل اینڈ بیوٹی فل۔۔۔" نازیہ بھی ہنسی تھی۔

اگر اس کا دل اندیشوں میں نہ گھرا ہوا ہوتا تو وہ بھی ان کے جملوں کو انجوائے کرتی مگر اب تو تمام الفاظ اسے اپنا مذاق اڑاتے محسوس ہو رہے تھے۔

تو کیا میں حاسن احمد کے ساتھ نہیں جچتی۔۔؟ کیا مجھے اتنی ہی ضرورت ہے میک اپ کی؟ چمچماتے کپڑوں کی؟

اور پھر وہاں جا کر بھی وہ پہلی دفعہ حاسن احمد کے ہر انداز کو بغور دیکھتی رہی تھی۔ وہ کس قدر بے تکلفی سے حمیرا سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے یہ بھی نوٹ کیا کہ نئی نویلی دلہن کی وہ آؤ بھگت نہیں ہو رہی۔ جتنی کہ حاسن احمد کی ہو رہی تھی۔ کھانے کے دوران حمیرا ایک ایک ڈش اس کی طرف بڑھا رہی تھی اور وہ بھی بے حد تعریفوں کے درمیان کھانا کھا رہا تھا۔ تایا جان اور تائی جان سے باتوں کے دوران بھی روشین کی توجہ انہی کی طرف تھی۔

"بہت ذائقہ ہے بھئی تمہارے ہاتھ میں۔۔۔"

"تمی مس کر گئے ورنہ۔۔۔"

حاسن کی تعریف کے جواب میں حمیرا نے بہت

معنی خیز انداز میں کہا تو روشین دانت پر دانت جما کر رہ گئی۔

کھانے کے بعد وہ لوگ ٹی وی لاؤنج میں آبیٹھے۔ حمیرا مستقل حاسن کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھی جبکہ وہ تائی جان اور تایا جان کے نرغے میں تھی۔

"بہت انڈر اسٹینڈنگ ہے ان دونوں میں۔" تایا جان کے اٹھتے ہی اسے حاسن اور حمیرا کی جانب متوجہ پاکر انہوں نے پتا نہیں اسے بتایا تھا یا جتایا تھا۔ وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی تو وہ مسکرا دیں۔

"تم اس کی قسمت میں لکھی تھیں۔ ورنہ شاید یہ انڈر اسٹینڈنگ رنگ لے ہی آتی۔"

وہ پھیکے سے انداز میں مسکرا دی۔ دل سخت بے زار ہو رہا تھا اور حاسن پر بھی غصہ آ رہا تھا جو پتا نہیں کس بحث میں الجھا ہوا تھا۔ اوپر سے حمیرا کے حسن کی یلغار اسے پسپا کر رہی تھی۔ اتنا زور آور اور شعلہ صفت حسن تھا اس کا کہ وہ اتنی دور بیٹھی بھی تپ رہی تھی اور وہ جو اس سے اتنے قریب بیٹھا ہے کیا اسے آنچ محسوس نہیں ہو رہی ہوگی؟

اس کی ذہنی رو بھٹکنے لگی۔

"تم مردوں کو تو بس خوبصورتی چاہیے۔ چاہے وہ گدھے ہی میں کیوں نہ ہو۔" حمیرا کسی بات پر اس سے الجھ رہی تھی۔ نا چاہتے ہوئے بھی وہ سننے پر مجبور تھی۔

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔" حاسن نے اسے سمجھانا چاہا مگر وہ اس کی بات کاٹ گئی۔

"جھوٹ مت بولو۔"

"او کے۔" حاسن نے ہنستے ہوئے مصالحانہ انداز میں ہاتھ اٹھائے۔

"مان لیا کہ میں حسن پرست ہوں مگر میرا معیار وہ نہیں جو ہر کسی کا ہوتا ہے۔"

"بات تو وہیں پر آ گئی نا۔" حمیرا نے فوراً کہا تو وہ شانے اچکا کر رہ گیا۔

"میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔"

تائی جان اٹھ کر گئیں تو اس نے طمانیت بھری سانس لی۔

"بور ہو رہی ہو؟"

حاسن نے اس کے ستے ہوئے چہرے کو نظروں کی گرفت میں لیا تھا۔

"نہیں تو۔" اس نے فی الفور ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائی۔

"لگتا ہے کہ روشین کو تم سے بہت محبت ہے۔"

حمیرا کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ کم از کم روشین کو تو یونہی لگا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہی ہو۔

"اچھا... مجھے تو نہیں پتا تھا۔" حاسن نے حیران ہونے کی ایکٹنگ کی۔

"ویسے یہ خوبصورت مرد ہوتے بہت چالباز ہیں۔ شادی کبھی بھی خوبصورت لڑکی سے نہیں کرتے کہ کہیں وہ گھاٹے میں نہ رہ جائیں۔"

اس کے نئے فتوے پر حاسن نے استعجابیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"بھئی دیکھو نا... اگر خوبصورت مرد کسی خوبصورت لڑکی سے شادی کر لیتا ہے تو پھر اس لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ مرد اسے توجہ دے جبکہ مرد بھی اسی قدر ڈیمانڈنگ ہوتا ہے۔ اس لیے وہ بہتر سمجھتا ہے اپنے سے ذرا کم صورت لڑکی سے شادی کرے تاکہ وہ فقط اسے ہی توجہ دے۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔" حاسن نے اس کی بات سے اتفاق نہیں کیا۔ "دم ہی نہیں تمہاری بات میں۔"

"دم کیوں نہیں ہے۔ بھئی دیکھو نا اب اس کا بیوی پر یہ احسان کیا کم ہے کہ اس سے شادی کر لی اس نے۔ اب چاہے وہ اسے توجہ دے یا نہ دے وہ ضرور اس کے آگے پیچھے پھرے گی۔"

"حاسن کو بالکل بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کس بنیاد پر یہ باتیں کر رہی ہے۔ وہ بے پروائی سے شانے جھٹک کر رہ گیا۔ مگر روشین کے اندر تو جیسے بھانبڑ مچ گیا تھا۔ تبھی حاسن اٹھ کر روشین کے پاس آ بیٹھا۔

"اتنی دیر سے ظالم سماج بنے بیٹھے ہو تم لوگ۔" وہ شرارت سے کہہ رہا تھا۔ اور وہ بچی نہیں تھی کہ حمیرا کی جلن اور حسد کو پہچان نہ پاتی۔

"تو تمہیں ہی احساس نہیں ہوا اپنی بیگم کی تنہائی کا ورنہ یہ بے چاری تو تمہی کو دیکھ رہی تھی۔"

وہ یوں بولی جیسے اسے روشین پر بہت ترس آرہا ہو۔ مگر حاسن اس کے اندر مچی ہلچل اور دل میں امنڈتے طوفان سے بے خبر ہنس دیا۔

"او ہو۔ بھئی اس بات کی خبر تو مجھے ہونی چاہیے تھی۔"

"ہم بھی اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں۔"

حمیرا نے عجیب سے انداز میں روشین کی طرف دیکھا تھا۔

"حالانکہ تم حساب میں ہمیشہ سے نکمی رہی ہو۔" حاسن نے اس کا مذاق اڑایا۔

"صرف حساب میں۔ ورنہ تو ہر میدان میں جھنڈے گاڑے ہیں ہم نے۔" وہ بڑے تفاخر سے بولی۔ حسین تو وہ تھی ہی مگر سرخ لباس نے اسے حسین تر بنا دیا تھا۔

"صرف اپنی خوبصورتی کی وجہ سے محترمہ۔" حاسن نے گویا اسے احساس دلایا کہ اس میں اور کوئی گن نہیں۔

روشین نے بے اختیار حاسن کی طرف دیکھا۔ جس کی نظریں حمیرا کے چہرے تھیں۔

تو گویا تمہیں بھی احساس ہے اس کی خوبصورتی کا۔

"کمال ہے حاسن۔ تم تو اس قدر چرب زبان ہو۔ روشین کو بولنا کیوں نہیں سکھایا تم نے۔"

"یہ صرف میرے لیے بولتی ہے۔"

"چہ۔ چہ۔ اتنا مجبور بھی نہیں ہونا چاہیے بندے کو۔"

کتنی ہی دیر وہ لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے اور اس دوران روشین تناؤ کا شکار ہوتی رہی۔

کتنے مکمل لگتے ہیں یہ دونوں۔

اس نے ان دونوں کو ہنستے دیکھ کر بے اختیار نظریں اپنے ہاتھوں پر جما دیں اور ایسا نہیں تھا کہ حاسن صرف باتوں ہی میں مصروف تھا۔ اس نے روشین کے گم صم اور الجھے ہوئے انداز کو اچھی طرح محسوس کیا تھا مگر سبب سے وہ نا آشنا تھا۔

گھر آتے ہی کپڑے بدل کر وہ سونے کے لیے لیٹ گئی۔ حاسن استعجاب سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے روشنی۔ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" اس نے تشویش سے کہتے ہوئے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو اس نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

"ٹھیک ہوں میں۔"

"اونہوں۔ ٹھیک ہوتیں تو یوں مجھ سے کوئی بات کیے بنا نہ سونے کی کرتیں۔" اس نے تیقن سے کہا تو اس کا دل بدگمانیوں کی دھول سے اٹنے لگا۔

اتنا یقین کیوں۔ ؟ کیا یہ سوچتے ہیں کہ یہ نظرانداز ہو ہی نہیں سکتے یا پھر یہ کہ "میں" انہیں نظرانداز نہیں کر سکتی؟

"وہاں بھی تم بہت چپ تھیں۔ بور ہو رہی تھیں کیا؟"

وہ بڑی سہولت سے اس کا بازو آنکھوں پر سے ہٹاتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"نہیں۔ آپ اتنی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کر رہے تھے بھلا میں بور ہو سکتی ہوں۔" وہ بمشکل مسکرائی۔

"ہاں۔ یہ تو ہے۔" وہ شرارت سے ہنسا۔ پھر اسے بغور دیکھنے لگا۔ "ویسے تم بہت اچھی لگ رہی تھیں۔"

کوئی اور موقع ہوتا تو شاید وہ اس کی نظروں کے جمود پر کنفیوز ہو جاتی یا شرما جاتی مگر اس وقت تو دل میں ٹیس سی اٹھی تھی۔

"یہ کلر بہت سوٹ کر رہا تھا تمہیں مگر تم بہت خاموش سی تھیں حمیرا بھی کہہ رہی تھی۔ اگر تم اتنی اچھی نہ لگ رہی ہوتیں تو میں ضرور تمہیں بولنے کو کہتا مگر میں چاہ رہا تھا کہ تم یونہی خاموشی سے مجھے دیکھتی رہو۔"

"اف... اتنی خود پسندی۔" اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔ "کیوں چاہتے ہو تم کہ میں تمہیں اونچے سنگھاسن پر بٹھا کر پوجوں صرف اس لیے کہ تم خوبصورت ہو۔

"یہ کلر تو لگتا ہے کہ بنا ہی تمہارے لیے ہے اور۔" وہ دھیمی سی آواز میں کہہ رہا تھا۔ وہ سپاٹ سے انداز میں اس کی بات کاٹ گئی۔

"حمیرا کتنی حسین لگ رہی تھی نا۔"

"ہوں۔" وہ جیسے بے توجہی سے بولا اور پھر سے اس کے بالوں سے کھیلنے لگا۔

"اور جب تم..." وہ کچھ کہنے لگا تھا جب وہ پھر سے بول اٹھی۔

"حمیرا ریڈ کلر میں کتنی حسین لگ رہی تھی۔ لگتا ہے کہ رنگ بنے ہی اس کے لیے ہیں اور وہ ہنستی کتنا اچھا ہے۔ اس کی براؤنش گرین آنکھوں کی چمک کتنی خوبصورت لگتی ہے نا..."

حاسن بہت استعجاب سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن سی تھی۔

"کم آن روشنی حمیرا کہاں سے آگئی۔ میں تمہاری بات کر رہا ہوں۔" وہ چہرہ گھما کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"واقعی حاسن... وہ کتنی خوبصورت ہے نا...؟"

وہ پتا نہیں اس سے کیا اگلوانا چاہ رہی تھی۔ حاسن نے اسے گھورا۔

"میں بالکل بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ تم کسی اور کی تعریفیں کرو وہ بھی میرے سامنے۔"

"تو کیا صرف آپ کی تعریف کیا کروں؟" وہ کھوجنے والے انداز میں بولی تو حاسن نے اس کے گرد بازو پھیلایا اور دھیمے سے لہجے میں بولا۔

"بالکل... تنہائی میں صرف میں اور تم ہوں گے اور کوئی نہیں سوائے محبت کے۔" اس کے دل سے اٹھنے والی بدگمانی کی دھول کو وہ جذبات کے ریلے میں بہالے گیا تھا۔

♣ — * — ♣

حاسن کی محبت نے اس کے احساس کمتری کو اگر مٹایا نہیں تھا تو دبا ضرور دیا تھا مگر پھر بھی کسی کسی وقت یہ احساس کمتری عود کر آتا تو حاسن لحظہ بھر کو الجھ جاتا۔ اسی طرح ایک فنکشن سے واپسی پر حاسن اس کی تعریف کر رہا تھا اس نے مسز خالد کی خوبصورتی کی تعریف شروع کر دی۔

"روشنی پلیز، مجھے مسز خالد سے کیا غرض۔" وہ ناراض ہونے لگا مگر اس کے بعد وہ وقفے وقفے سے اسے احساس دلاتی رہی کہ مسز خالد کتنی خوبصورت خاتون ہیں۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اب یہ حرکت اس کی عادت بنتی جا رہی ہے۔

آج اس کی برتھ ڈے تھی۔ حاسن بہت پیار بھرے انداز میں اسے وش کر کے گیا تھا۔

"آج ڈنر باہر کریں گے ہم سب..."

جاتے ہوئے وہ اس کی پیشانی پر مہر محبت ثبت کرتے ہوئے بولا تو وہ اسے فہمائشی نظروں سے دیکھنے لگی۔ وہ ہاتھ ہلاتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اس نے باقی تینوں کو بھی رات کا پروگرام بتایا تو وہ خوش ہو اٹھے۔

"آپ کی برتھ ڈے مہینے میں کم از کم تین چار بار تو ضرور آنی چاہیے۔" عاصم کرسی گھسیٹ کر اٹھتے ہوئے ہنسا۔

"اگر تمہیں ہوٹلنگ کرنا اتنا اچھا لگتا ہے تو ہم لوگ ہفتے میں ایک بار ضرور باہر کھانا کھا سکتے ہیں۔" وہ شاہانہ انداز میں بولی تو وہ شریر ہوا۔

"ہوٹلنگ کرنا اچھا تو لگتا ہے مگر بھابی اور بہنوں کے ساتھ نہیں۔"

"دیکھا بھابی اس کے ارادے خطرناک ہیں۔" سعدیہ نے اسے متنبہ کیا تو اس نے بھنویں اچکا کر عاصم کو دیکھا وہ بدستور مسکرا رہا تھا۔ اس نے دھمکایا۔

"حاسن آلیں پھر ان سے بات کرتی ہوں۔"

"یہ لیں... آپ کا رعب ہی نہیں۔" وہ ہنسا۔

"لے آئیں گے آپ کے لیے بھی کوئی رعب والی۔" وہ برتن سمیٹنے لگی اور وین کے ہارن پر نازیہ کو

متوجہ کیا۔

"چلو اٹھ جاؤ اب۔ نازی وین آگئی ہے۔"

سعدیہ بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے کالج چھوڑنا تھا۔

"کیا خیال ہے بھائی آپ کی سالگرہ کے مبارک موقع پر اسے بھی نہ لے آؤں؟" وہ جاتے جاتے پوچھ رہا تھا۔ روشین نے فوراً "اجازت دے دی۔

"بالکل بالکل۔ اگر کوئی ہے تو پلیز لے آؤ۔ میں سارا دن بور ہوتی ہوں۔" اس کے انداز پر وہ ہنس دیا۔

"میں کسی فلم یا ڈرامے کی بات نہیں کر رہا۔"

"تم جسے بھی لے کر آؤ گے وہ کسی فلم یا ڈرامے سے کم نہیں ہوگی۔" سعدیہ نے سے باہر کی طرف دھکیلا تھا۔ وہ ہنستی ہوئی ان کے پیچھے گیٹ بند کرنے کے لیے چلی گئی۔

سرِشام ہی وہ لوگ تیار ہو کر حاسن کے انتظار میں بیٹھ گئے ارادہ یہی تھا کہ تھوڑی سی سیر و تفریح کے بعد ڈنر پر جایا جائے مگر ساڑھے سات بجنے پر بھی وہ گھر نہیں لوٹا۔ عاصم کتنی ہی بار بینک فون کر کے پوچھ چکا تھا مگر ایک ہی جواب مل رہا تھا کہ وہ چھ بجے ہی سیٹ چھوڑ چکا ہے۔

"یا اللہ خیر۔" ان کے دل اندیشوں سے بھرنے لگے۔ فون کی گھنٹی پر عاصم تیزی سے کوریڈور کی طرف لپکا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ اوہ بھائی جان کہاں ہیں آپ؟" روشین بے تابی سے اس کی طرف بڑھی تھی عاصم نے ہاتھ ہلا کر اسے روکا اور دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

"کمال ہے بھائی جان کم از کم فون تو کر دیتے۔ ہم سب پریشان ہو رہے تھے۔ وہ خفگی سے کہہ رہا تھا۔

"لیکن ہم سب تیار بیٹھے ہیں۔۔۔ آپ نے وعدہ کیا تھا ڈنر کا۔"

دوسری طرف سے وہ پتا نہیں کیا کہہ رہا تھا۔ عاصم نے احتجاجی انداز اپنایا۔

"مجھے دو فون۔" روشین نے اسے ٹھوکا دیا جو وہ نظر انداز کر گیا۔

"بے فکر رہیں ہم آپ کے بغیر بھی انجوائے کر لیں گے۔"

عاصم نے منہ پھلاتے ہوئے کہہ کر فون بند کر دیا۔ روشین نے گھور کر اسے دیکھا۔

"حاسن تھے نا؟"

عاصم نے اثبات میں سر ہلایا۔ تو وہ جھنجلانے لگی۔

"تو مجھ سے بات کیوں نہیں کرائی۔"

"وہ جلدی میں تھے۔"

"کیا جلدی تھی انہیں۔۔۔؟" وہ استعجاب سے اسے دیکھنے لگی۔

"گجرات جا رہے تھے محترم۔" عاصم گہری سانس لے کر بولا تو سعدیہ اور نازیہ بھی ان کے پاس آگئیں۔

"گجرات۔۔۔ کیا کرنے؟" سعدیہ نے حیرت سے پوچھا۔

"حمیرا آپی کی خالہ جان بہت بیمار ہیں۔ اچانک ہی جانا پڑ گیا۔"

عاصم نے سرسری انداز میں تفصیل بتائی تھی۔

"بھائی جان کا کیا کام وہاں؟" نازیہ نے پوچھا۔

"وہ حمیرا آپی کو لے کر گئے ہیں۔" اس نے وضاحت کی تو روشین خاموشی سے صوفے پر ٹک گئی۔ سعدیہ نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔

"تایا جان یا تائی جان کے ساتھ چلی جاتیں۔ بھائی جان کو کیا ضرورت پڑی تھی ان کے ساتھ جانے کی؟" سعدیہ کے لہجے میں ناگواری تھی۔

"تایا جان بزی تھے۔ اب باقی باتیں بھائی جان آئیں تو ان سے پوچھ لینا۔" عاصم نے اسے گھورا تھا پھر روشین کی طرف متوجہ ہوا۔

"چلیں بھابی۔ بھائی جان کہہ رہے تھے کہ انہوں نے ہوٹل میں ٹیبل ریزرو کرائی ہوئی تھی۔"

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔" وہ دھیمی سی آواز میں بولی تو دونوں بہنیں عاصم کی طرف دیکھنے لگیں۔

"کم آن بھابی۔۔۔ صبح تک آجائیں گے۔" عاصم اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا تو وہ خالی نظروں سے اسے

CamScanner

دیکھنے لگی۔ وہ پٹپٹا گیا۔

"پتا نہیں بھائی جان ہی کیوں ہر ایک کی مدد کو تیار رہتے ہیں۔" سعدیہ نے غصے سے کہا تو عاصم گھور کر اسے دیکھنے لگا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہوں میں، ہر دفعہ وہ ایسے ہی کرتی ہیں۔ انہیں تو بس بہانہ چاہیے بھائی جان کو اپنے ساتھ لگائے رکھنے کا۔" سعدیہ پیر پٹختی چلی گئی مگر اس کی باتیں روشین کو سن کر گئیں۔

"یہ تو پاگل ہے۔ آپ اٹھیں بھابی، ہم تینوں چلیں گے۔" عاصم نے بگڑتی صورت حال کو قابو کرنا چاہا۔

"عاصم پلیز۔ میرا بالکل بھی موڈ نہیں ہو رہا۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کی طرف دیکھے بغیر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ تو یہ تھا تمہارا اصل روپ حاسن احمد۔

کس قدر بے مایا کر دیا تم نے اپنے بھائی بہنوں کے سامنے۔

بلکہ میں تو تمہارے لیے شاید تھی ہی بے مایا اور تم نے کتنی آسانی سے مجھے احساس دلا دیا۔

کتنے دنوں کا غبار اب ایک دم سے نکلنا شروع ہوا تھا۔ وہ بس روئے چلی گئی۔ اتنے دنوں تک کتنی کامیابی سے مجھے دھوکا دیتے آئے ہو۔ وہی عورت کی ازلی کمزوری۔ چند لمحوں کی خوشیوں میں کھو کر پوری زندگی گزار دینا۔ کتنی پاگل ہوں میں، میں تو سب کچھ جانتی تھی اور خوبصورت مردوں کے اس حربے سے تو میں اچھی طرح واقف تھی پھر مجھ سے کیسے چوک ہو گئی۔ میں کیوں اس کی محبت کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس گئی۔ مجھے تو فوراً ہی سمجھ لینا چاہیے تھا کہ وہ مجھ سے ہر لمحے توجہ کا کیوں طالب رہتا ہے اور، اور میں اسے محبت سمجھتی رہی۔

پتا نہیں کتنی دیر وہ روتی رہی۔ اپنی محبت کا ماتم کرتی رہی۔

وہ صبح سویرے ہی لوٹ آیا تھا۔

گیٹ عاصم نے کھولا تو وہ گاڑی اندر لے آیا۔

"روشین کہاں ہے؟" اس نے رسٹ واچ پر نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا تو وہ اس کے ساتھ اندر چل دیا۔

"اپنے کمرے میں ہیں بہت ڈسٹرب تھیں۔"

عاصم نے محتاط انداز میں اسے صورت حال سے آگاہ کرنا چاہا تو وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟"

"کل ان کی برتھ ڈے تھی بھائی جان۔" عاصم نے اسے یاد دلایا تو وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ وہ کمبل اوڑھے آڑھی ترچھی لیٹی تھی بالکل بے سدھ سی۔ حاسن تیزی سے آگے بڑھا اور اسے دیکھنے لگا۔

"روشنی۔"

اس کے رخسار کو تھپتھپایا تو ٹھنڈے ہاتھ کا لمس اسے حواسوں میں لے آیا۔ چند ثانیوں تک وہ گم صم سی اسے دیکھے گئی۔ اپنی غلطی کا احساس اس لمحے حاسن کو اپنی لپیٹ میں لے گیا۔

"ہیٹر کیوں آن نہیں کیا...؟"

وہ آہستہ سے مسکرا کر پوچھنے لگا۔ روشین جواب دیے بغیر سپاٹ تاثرات لیے پیچھے کھسک کر تکیے پر ہو گئی اور بازو چہرے پر رکھ لیا۔ اس کے ہر انداز سے بے رخی عیاں تھی، حاسن تھوڑی دیر گردن موڑے پر سوچ انداز میں اسے دیکھتا رہا۔ پھر گہری سانس لے کر اٹھا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"اتنی ناراضگی؟"

وہ آہستہ سے ہنسا مگر وہ یونہی بے حرکت لیٹی رہی۔

"آئی ایم سوری روشنی۔ یار اب مان جاؤ نا" وہ نیم دراز ہوتے ہوئے بولا۔ ایک ہاتھ اس کے بالوں میں سرسرا رہا تھا جبکہ دوسرے سے وہ اس کے بازو کو آنکھوں پر سے ہٹانے کی سعی کر رہا تھا۔

"اب آ گئے ہی تو پلیز سو جائیں۔"

وہ بے تاثر سے لہجے میں بولی تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اپنی طرف موڑتے ہوئے بولا۔

"میں تو ساری رات نہیں سو سکا۔ صبح ہوتے ہی بھاگا ہوں وہاں سے صرف تمہاری خاطر۔"

CamScanner

وہ چپ چاپ اسے دیکھتی رہی۔

کتنے سچے لگتے ہو حاسن احمد۔۔۔ یوں اپنی بے قراریاں سناتے ہوئے۔ مگر تمہارا اصل۔۔۔ تمہارا باطن کتنا سیاہ ہے۔ ہر لمحہ مجھے اپنی محبت جتا کر زیر بار رکھنے کی کوشش بھی کرتے ہو اور ساتھ ہی اپنے نفس کی آگ بھی بجھا لیتے ہو۔ ہر حسین چہرے کے پیچھے بھاگتے ہو اور ایک کم صورت لڑکی کو صرف اس لیے گھر میں ڈال رکھا ہے کہ وہ کچھ بول ہی نہ سکے۔ کہ تم جیسے "خوبصورت" مرد نے اس سے شادی جیسا احسان جو کیا ہے۔

"پھوپھی تایا جان بزی تھے۔ تائی جان کا تو تمہیں پتا ہی ہے انہی کے مجبور کرنے پر جانا پڑ گیا دوسرے حمیرا بھی ضد کر رہی تھی اس لیے۔" وہ صفائی پیش کر رہا تھا روشین سلگ اٹھی۔

"میں نے تو آپ سے کچھ نہیں پوچھا۔"

حاسن نے جھک کر اس کی پیشانی چھوئی تھی۔

"مگر تمہاری ہر ہر ادا کہہ رہی ہے کہ تم بے حد خفا ہو۔"

اس کے لمس پر روشین کا جی چاہا کہ اپنا چہرہ موڑ لے۔ اسے کہہ دے کہ یہ بھیک یہ احسان اسے نہیں چاہیے مگر وہ فقط سوچ ہی سکی تھی۔

"چلو پنالٹی لے لینا۔۔۔ یا اپنی مرضی کی جو چاہے سزا دے دینا۔"

وہ اپنی باتوں اپنے رویئے سے اپنی کوتاہی کی تلافی کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ روشین کی آنکھوں سے خود بخود آنسو رواں ہو گئے۔ جنہیں حاسن سمجھ نہیں پایا گو کہ حاسن نے اس روز لنچ باہر کرایا تھا اور پھر واپس آکر روشین کو بے حد خوبصورت سا ڈائمنڈ کا بریسلیٹ گفٹ کیا تھا مگر اتنی ساری توجہ پا کر بھی اس کے دل سے انجھتی بدگمانی کی دھول نہیں بیٹھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اسے آنکھیں بند رکھنے کا معاوضہ دے رہا ہو۔

اس کے بعد اس نے خود کو خود ساختہ مصروفیات میں مصروف کر لیا وہ کہیں چلنے کو کہتا بھی تو وہ ڈھیر سارے بہانے بنا دیتی۔ وہ جھنجلا جاتا۔

"تم نے گھر کو خود پر اتنا طاری کیوں کر لیا ہے روشنی۔ نازی اور سعدی کو بھی لگایا کرو ساتھ۔"

"وہ پڑھ رہی ہیں۔ ان کی اسٹیڈیز ڈسٹرب ہوں گی۔" وہ ملائمت سے کہتی تو وہ اسے دیکھ کر رہ جاتا۔

چند دنوں سے حاسن کو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس سے اکتا گئی ہو۔ اس کی قربت سے یوں کتراتی تھی کہ وہ حیران سا اسے دیکھے جاتا۔

"روشنی کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" کہیں بھی اس کے ساتھ جانے سے انکار کرنے پر کئی بار وہ جھنجلا جاتا تو وہ سکون بھرے انداز میں اسے دیکھنے لگتی۔

"میرا دل نہیں چاہتا اب کہیں جانے کو اور پھر ویسے بھی مردوں کو کہیں اکیلے جانے سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"مگر مجھے پڑتا ہے۔" وہ غصے سے بولا۔

"کم آن حاسن۔۔ انجوائے یور سیلف۔"

وہ اسی ٹھنڈے طمانیت بھرے انداز میں کہتی کسی کام کے لیے ادھر ادھر نکل گئی۔ تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔ اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ یوں بے زار سی کیوں رہنے لگی ہے۔

اچھا ہے۔۔ یوں آزاد رہ کے میری ذات کو کسی احسان کے بوجھ سے تو آزاد رکھو گے نا۔۔ روشنی بے پروائی سے سوچتی مگر اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ وہ حاسن احمد تھا۔ اس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد جسے اس نے دل کی گہرائی سے چاہا تھا۔ کوئی کھلونا نہیں تھا کہ چند دن کے کھیل کے بعد اسے ایک طرف ڈالنے کے بعد وہ بھول جاتی۔

فون کی گھنٹی نے اسے کچن سے بھاگ کر لاؤنج میں آنے پر مجبور کر دیا۔

"ہیلو۔"

"الٰہی خیر۔ "میراتھن" جیت کے آ رہی ہو؟" دوسری طرف عالیہ تھی تیز سانسوں کے درمیان اس کی "ہیلو" پر ہنس کر بولی۔

"بدتمیز۔ کچن سے بھاگی ہوں۔"

"کیا حال چال ہیں۔۔۔؟"
"اے ون۔۔۔" وہ ہنسی۔
"یہاں سب تم سے ناراض ہیں۔ اتنے دنوں سے تم آنے کا نام نہیں لے رہیں۔" عالیہ اسے احساس دلا رہی تھی اور واقعی اس کی بات سچ تھی۔ کافی عرصے سے وہ گھر نہیں گئی تھی۔
"ایمان سے عالیہ۔۔۔ پتا ہی نہیں چلا۔" وہ سچائی سے بولی اور واقعی وہ اپنے آپ میں ہوتی تو اسے کچھ پتا چلتا عجیب بے حسوں کی سی زندگی گزار رہی تھی۔
"لیکن آج تم آ رہی ہو اور یہیں رہو گی۔" اس نے دھونس جمائی۔
"رہنے والی بات کوئی نہیں۔ نازی اور سعدی اکیلی ہوں گی پیچھے۔" اس کا انداز بہت ذمہ دارانہ تھا۔
"ان کی فکر نہ کریں، میں ہوں نا۔" عاصم بھی چلا آیا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔ وہ امرود کھاتے ہوئے اسے تسلی دینے لگا۔
"صحیح کہہ رہا ہوں۔ آپ دونوں چلے جانا، نو پرابلم۔"
وہ شانے اچکا کر فون کی طرف متوجہ ہوئی۔
"حاسن آئیں پھر تمہیں بتاؤں گی۔ ویسے تو عاصم ہے گھر پر۔"
"کمال ہے روشین۔۔۔ بہت فائدہ ہے حاسن بھائی کو تم سے شادی کا۔" عالیہ کے انداز میں چھپی ستائش اسے محسوس نہیں ہوئی جتنا کہ اس کا احساس کمتری جاگا تھا۔
"ہاں، کہاں وہ اتنے خوبصورت اور کہاں میں عام سی لڑکی۔" وہ بظاہر ہنستے ہوئے بولی۔ چند باتوں کے بعد اس نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور پلٹی۔
"یہ کیا کہہ رہی تھیں آپ۔۔۔؟" عاصم تفتیشی انداز میں پوچھ رہا تھا وہ ٹھٹکی۔
"کیا؟ اور یہ تم میری باتیں سن رہے تھے؟" اس نے پہلے بے ساختہ پوچھا پھر اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولی مگر وہ سنجیدہ تھا۔
"آپ کو کس نے کہا کہ آپ خوبصورت نہیں ہیں؟" وہ اس کی سنجیدگی پر گڑبڑا سی گئی۔
"کیا مطلب۔۔۔؟"
"ابھی آپ کیا کہہ رہی تھیں؟" وہ اسی انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔
"مذاق کر رہی تھی۔" اس نے فوراً خود کو سنبھال کر کہا اور پھر قدرے رک کر شرارت سے بولی۔
وہ شرارت سے کہتی کچن میں چلی گئی تو آہستہ آہستہ عاصم کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔
وہ چائے کے مگ لیے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ فائل سامنے رکھے بستر پر بیٹھا تھا۔ ہاتھ میں پنسل دبی تھی جس سے وقفے وقفے سے وہ فائل پر کچھ لکھ بھی رہا تھا۔ وہ اس کے سامنے آ بیٹھی اور ایک مگ اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے مگ تھاما نہیں مگر ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کے ارتکاز پر وہ کنفیوژ ہونے لگی۔
"وجہ پوچھ سکتا ہوں اس قدر مہربانی کی؟" اتنے دنوں کی بے پروائی اور بے التفاتی کو وہ ایک ہی سوال میں سمو گیا تھا وہ گڑبڑا گئی۔ پھر فوراً نظریں چرا کر بولی۔
"ڈایلاگز چھوڑیں اور چائے پئیں۔" اس نے گہری سانس لے کر فائل بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔
"جانتی ہو کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں؟"
"اس کے انداز میں شکوہ پنہاں تھا مگر روشین نے تو جیسے اپنے کان بند کر لیے تھے۔
"عالیہ کا فون آیا تھا، آج آنے کو کہہ رہی تھی وہ۔" چائے کا مگ اسے تھماتے ہوئے اس نے آہستہ سے اسے بتایا تو وہ گہری سانس لے کر پوچھنے لگا۔
"تو بتایا کیوں نہیں۔۔۔ اب تو ٹائم نہیں رہا۔" اس نے ایک نظر وال کلاک پر ڈالی تھی۔
"میں نے سوچا آپ تھکے ہوئے ہوں گے کسی اور روز کا پروگرام بنا لیں گے۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولی تو وہ چند ثانیوں تک اسے دیکھے گیا۔
"یہ تم خود سے ہی کیوں ہر بات سوچ لیتی ہو؟" اس کے تلخ انداز پر وہ دھک رہ گئی۔

"میں نے تو آپ کی سہولت کے پیش نظر۔"

"تم جانتی ہو کہ میری سہولت کیا ہے۔" وہ یکدم اس کی بات کاٹ گیا۔ "جانتی ہو میں کب ریلیکس فیل کرتا ہوں۔ کب میری تھکن تحلیل ہونے لگتی ہے؟" وہ ہنوز اسی لب و لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ روشین نے ذرا سی پلکیں اٹھا کر دیکھا۔ اس کے سرخ و سفید چہرے پر حد درجہ سنجیدگی تھی اور وہ لب بھینچے ہوئے تھا۔

"میں۔ کیا میں عالیہ کو فون کر دوں؟" اس کے غیر متعلق سے سوال پر حاسن نے استعجاب سے اسے دیکھا تھا اور پھر قدرے توقف سے روٹھی بولا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے، میں بہت بزی ہوں۔"

اس نے بات ختم کرتے ہوئے مگ لبوں سے لگالیا۔ اس کا بدلتا انداز روشین کو بہت محسوس ہوا تھا مگر اس نے کچھ کہا نہیں اور خاموشی سے چائے سے اٹھتی بھاپ پر نظریں جمائے کچھ سوچنے لگی۔

اگلے روز فون پر فرح سے اس کی بات ہوئی تو اس نے اسے پھر سے ٹال دیا۔

"یاد ہی نہیں رہا حاسن سے پوچھنا۔" اس نے بڑی سادگی سے کہا جواباً اس کی شائستہ سی گالیاں بھی برداشت کرنا پڑیں۔

وہ تو حاسن سے بے رخی برت ہی رہی تھی اب حاسن بھی اس سے کم ہی مخاطب ہوتا تھا۔ یہ بہت فطری سی بات تھی اپنی بے تابیوں کے جواب میں وہ بھی اس سے اسی قدر اچھے رسپانس کا طالب تھا مگر وہ تو جیسے ہر جذبے سے مبرا ہو چکی تھی اور حاسن کی عزت نفس اسی وجہ سے اب اسے پیش قدمی سے روکتی تھی۔

ہفتہ بھر کے بعد عالیہ نے پھر سے فون کیا تھا۔

"بہت بے ہودہ ہو تم۔ خبردار جو آئندہ کبھی یہاں قدم بھی رکھا تو۔" اس کی آواز سنتے ہی عالیہ برس پڑی تھی۔

"دیکھو اس میں میرا کوئی قصور نہیں، میں نے تو حاسن سے کہہ دیا تھا بس وہ ذرا بزی ہیں۔ جیسے ہی فارغ ہوئے ہفتہ بھر کے لیے آئیں گے ہم۔" اس نے پیش بندی کے طور پر ایک ہی سانس میں وہ مجبوری بتاتے ہوئے اپنا پروگرام بھی بتایا تو وہ ہنسنے لگی۔

"اچھی کوشش تھی ارے ہاں یار، پہلے بتایا ہوتا تو میں خود بات کر لیتی حاسن بھائی سے۔ پرسوں ملے تھے ہمیں مارکیٹ میں۔ ساتھ میں وہ ان کی خوبصورت سی کزن بھی تھی۔"

"کون۔ حمیرا؟" اس نے بے اختیار پوچھا تھا۔ عالیہ کے مثبت جواب نے اسے سناٹوں میں دھکیل دیا۔ اس کے بعد کتنی ہی دیر عالیہ اس سے باتیں کرتی رہی وہ بس ہوں، ہاں میں جواب دیتی رہی۔

تو یہ تھی تمہاری مصروفیت حاسن احمد، اس کام میں بزی ہو تم۔ حالانکہ اس نے حاسن سے متعلق یہی کچھ سوچ رکھا تھا مگر پھر بھی اب دل کو بہت تکلیف ہو رہی تھی۔

میں نے تمہیں بہت چاہا ہے حاسن۔ یوں مت کرو میرے ساتھ۔

✹ ...... ✹ ...... ✹

کتنے ہی دنوں کے بعد وہ امی کی طرف آئی تھی اور سب کے شکوے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ وہ بس ہنس ہنس کر سب کو ٹال رہی تھی۔ وہ فرح کے ساتھ کچن میں چلی آئی جبکہ حاسن اب سب کے نرغے میں تھا۔

"بہت خوش قسمت ہو تم۔ تمہارا میاں گھر والوں کا پسندیدہ ترین داماد ہے۔" فرح نے چائے کے لیے پانی کیتلی میں ڈال کر چولہے پر رکھتے ہوئے کہا تو وہ کیبنٹ سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"ہوں۔ ظاہر ہے اتنا خوبصورت داماد ہے۔ پسندیدہ ترین تو ہو گا۔" اس نے عام سے انداز میں کہا تو فرح اسے دیکھ کر ہنس دی۔

"ابھی تک تمہاری وہ فضول سوچ چمٹی ہے تم سے۔"

"وہ فضول سوچ نہیں ہے فرح۔" اس نے سختی سے کہا تو فرح کی آنکھوں میں حیرت اتر آئی۔ مگر وہ تو جیسے اپنے آپ ہی میں گم تھی۔

"فرح اگر کسی خوبصورت مرد کی کسی عام صورت

لڑکی سے شادی کردی جائے تو وہ کیسے زندگی گزارتا ہے؟ کمپرومائز کرتا ہے یا بس مارے بندھے نبھا کیے جاتا ہے؟"

"حواسوں میں تو ہو تم کیا بک رہی ہو؟" فرح نے اسے سختی سے ٹوکا تو وہ تلخی سے مسکرا دی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ تم لوگوں نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا فرح۔ میں تم لوگوں کو کہتی رہی مگر تم لوگ بضد تھے۔ اب دیکھ لینا تم میری صرف شکل و صورت ہی اپنی ماں جیسی نہیں بلکہ قسمت بھی۔"

"شٹ اپ روشین۔" فرح نے بے اختیار اپنی ہتھیلی اس کے ہونٹوں پر جما دی تھی۔

"میری زبان روکنے سے ہونی ٹل نہیں جائے گی۔"

اس نے نم ہوتی آنکھوں کو ہتھیلیوں سے رگڑا تو فرح خدشوں میں گھرنے لگی۔

"کیا بات ہو گئی ہے؟"

"کیا ہو سکتا ہے تمہارے خیال میں؟" وہ استہزائیہ انداز میں بولی۔ "ایک خوبصورت مرد کو ایک عام سی لڑکی کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور کرنے کا انجام کیا ہو سکتا ہے؟"

"لیکن، یہ شادی ان کی مرضی سے ہوئی ہے۔" فرح کا دم الجھنے لگا۔ اس کے ہونٹوں پر تلخ سی ہنسی بکھر گئی۔

"مرضی؟ فقط اس لیے کہ میں اس کے احسان تلے دبی رہوں کہ اس جیسے مرد نے مجھ جیسی عام سی لڑکی کو اپنا لیا اور وہ باہر جو جی میں آئے کرتا رہے۔ خوبصورت چہروں سے دل بہلاتا رہے۔"

"نہیں روشین۔" فرح نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔ "کم از کم حاسن بھائی تو ایسے نہیں لگتے۔"

"میرا دل تو ابھی بھی نہیں مانتا۔" وہ خود بھی بے اختیار ہو گئی۔ آنسو روانی سے بہنے لگے۔ کچھ بھی ہو محبت تو اسے بھی ہو گئی تھی حاسن احمد سے۔ اس کی تمام تر بے وفائی اور کج ادائی کے باوجود۔

"تم نے حاسن بھائی سے کنفرم کیا ہے یا۔۔۔؟"

"کچھ کنفرم کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ ان کی اور حمیرا کی بے تکلفی کس سے چھپی ہے اور ان کی تائی جان کئی بار بتا چکی ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور پچھلے دنوں مجھے سعدیہ نے بتایا ہے کہ حمیرا اور حاسن کی بات طے تھی پہلے۔"

فرح دم بخود سن رہی تھی۔

"ریئلی۔۔۔؟ لیکن ہمیں تو کچھ معلوم نہیں اس کے متعلق۔"

"معلوم بھی ہوتا تو کیا ہو جاتا۔ تم لوگوں کی سمجھ میں اس وقت میری بات آ ہی نہیں رہی تھی۔"

اس نے دوپٹے سے چہرہ رگڑتے ہوئے تلخی سے کہا تو فرح کا دل دکھ اور تاسف سے بھرنے لگا۔

"مگر ان لوگوں نے شادی کیوں نہیں کی اگر ان کی بات طے تھی تو؟" فرح کو خیال آیا۔

"حاسن نے ہی انکار کیا تھا۔"

"اوہ۔ تو پھر تمہیں کس بات کا خوف ہے؟" فرح کی اٹکی سانس بحال ہو گئی۔

"یہی تو خوف کھانے والی بات ہے۔" وہ گہری سانس لے کر بولی۔ "انکار کرنا حاسن کی مجبوری تھی کیونکہ اگر حمیرا ان کی بیوی بن کے آجاتی تو انہیں وہ اہمیت نہ ملتی جو ایک کم شکل بیوی انہیں دے سکتی تھی۔ حمیرا کے تو اپنے ہی نخرے نہیں ختم ہوتے۔ اب تو وہ فائدے میں ہیں گھر میں بیوی والا سکھ بھی ہے اور باہر دل بہلانے کا سامان بھی، وہ بھی اپنی پسند کا۔"

روشین کی باتوں پر وہ خاموش رہ گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس طرح اسے جھٹلائے، اس کی باتوں کی نفی کرے۔ کم از کم پھوپا جان کے حوالے سے ملنے والے تجربے اور مشاہدے کی رو سے تو اس کی باتیں سچ ہی لگ رہی تھیں۔ دوسرے اس نے اور عالیہ نے دو تین دفعہ حاسن اور حمیرا کو مارکیٹ میں اور ایک بار ریسٹورنٹ میں دیکھا تھا مگر اس کا تو ذہن بھی ادھر نہیں گیا تھا کہ حاسن اس طرح کی چال بھی چل سکتا ہے۔ اگر اب روشین کا حاسن پر شک درست تھا تو روشین کا تجزیہ بھی بالکل ٹھیک تھا۔

"اب مجھے بالکل سمجھ نہیں آرہی کہ میں کیا کروں۔؟" اس نے لب دانتوں تلے دبالیا۔ فرح خود مخمصے میں پڑ گئی تھی۔

"امی سے تو کچھ کہنے کو دل ہی نہیں مانتا۔ وہ خود کو مجرم سمجھنے لگیں گی۔ لیکن ایسے زندگی بھی نہیں گزار سکتی میں۔"

وہ خاموشی سے آنسو بہار ہی تھی۔

"روشین پلیز رو مت، دیکھو ہم دونوں مل کے اس کا حل سوچیں گی۔" اس نے بمشکل اسے خاموش کرایا ڈر بھی تھا کہ کوئی کچن میں نہ چلا آئے۔

"آج رہو گی نا۔۔؟"

"اونہوں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "پیچھے سعدی اور نازی اکیلی ہیں۔"

"عاصم ہے نا گھر میں۔" فرح سے چائے میں دودھ ڈالتے ہوئے پوچھا۔ وہ اسے باتوں میں لگا کر اس کا دل بہلانے کی کوشش میں تھی۔

"پھر بھی اچھا نہیں لگتا نا اب سارا دن تو یہیں ہوں نا۔" اس نے اسے تسلی دی تو اس کے ذمہ دارانہ انداز پر وہ مسکرا دی۔

"بھئی فرح تمہاری بنائی ہوئی چائے کی خصوصیت کیا ہے؟"

حاسن نے انہیں ٹرالی سمیت لاؤنج میں آتے دیکھ کر پوچھا تو وہ استعجاب سے اسے دیکھنے لگی۔

"بھئی جو چائے پورے ڈیڑھ گھنٹے میں بنے اس میں کوئی تو خاصیت ہونی چاہئے نا۔" وہ شرارت سے کہہ رہا تھا۔ وہ خجل سی ہوگئی۔

"یہ خاصیت کیا کم ہے کہ اسے فرح رحمٰن نے بنایا ہے۔" ساتھ ہی اس نے خود کو سنبھالا تھا۔ روشین، عالیہ اور زیبا کے ساتھ جا بیٹھی۔

"یہ تنبیہہ کرنے کا اسٹائل ہے۔" غازی نے حاسن سے کہا۔ "یعنی یہ چائے فرح رحمٰن نے بنائی ہے اگر تمہارا بیمہ ہوچکا ہے تو بے خوف و خطر پی لو۔"

سبھی کے دل کھول کر ہنسنے پر فرح خشمگیں نگاہوں سے غازی کو دیکھنے لگی۔

"جس دن اسپیشلی آپ کے لیے بناؤں گی اس دن یہ احتیاط کیجئے گا۔"

"اے کاش۔۔" وہ گنگنایا اور حاسن کی نظر ملنے پر ہنس دیا۔

"تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا ہے؟" اس کی بھیگتی پلکیں عالیہ سے چھپی نہیں رہ سکیں۔

"پتا نہیں کیا پڑ گیا تھا ابھی دھو کر آتی ہوں۔"

اس کی وضاحت سے باقی سب کو مطمئن ہوئے ہوں گے مگر اس کی بھاری ہوتی آواز نے پل بھر میں حاسن پر منکشف کردیا کہ وہ روتی رہی ہے۔ اس نے فرح کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے ہوئے ایک اچٹتی نگاہ اس کے الجھے ہوئے چہرے پر ڈالی تھی۔

"حالانکہ اب ان میں فقط حاسن بھائی کو ہونا چاہئے۔" زیبا ہنسی تھی۔

"تمہارے حاسن بھائی تو پتا نہیں کس کس کی آنکھوں کے تارے ہیں۔" اس کے لہجے کی چبھن فرح کے علاوہ حاسن نے بھی محسوس کی تھی۔

"تارے نہیں چاند، حاسن کا مطلب چاند ہوتا ہے نالائق۔" غازی نے فوراً" اس کی غلطی پکڑی تھی۔ وہ پھیکے انداز میں ہنس دی۔

دوپہر کے کھانے کے بعد اس نے واپس چلنے کی ضد شروع کردی۔

"رات کو چلی جانا ابھی دیر ہی کتنی ہوئی ہے۔" امی نے بہت پیار سے اسے ٹوکا تھا مگر وہ نہیں مانی۔

"نازی اور سعدی آچکی ہوں گی اور عاصم کا کیا ہے کوئی دوست بلانے آگیا تو چل دے گا اس کے ساتھ۔" وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔ بیٹی کا یہ انداز زہرہ کو اس قدر بھایا کہ انہوں نے اس کی پیشانی چوم لی۔

"چلو ٹھیک ہے، مگر اب جلدی چکر لگانا۔"

"ندیدی یوں لگ رہا ہے جیسے بس کھانا کھانے اور چائے پینے ہی آئی تھی۔" عالیہ نے اسے چٹکی بھری تھی۔ وہ ہنسنے لگی۔

"یہ سوچ کے آیا کرو کہ یہ وہی گھر ہے، جو تم چھوڑنا

نہیں چاہتی تھیں اور ہم نے تمہیں زبردستی نکالا تھا یہاں سے۔" حمزہ نے اسے چھیڑا تو وہ اسے منہ چڑا کر پلٹ گئی۔ سب سے مل کر وہ گاڑی میں آ بیٹھی۔

"سب اتنا اصرار کر رہے تھے رہ جاتیں۔"

خاموشی کی دیوار کو حاسن نے توڑا تھا۔

روشین کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔ یہ وہی حاسن بول رہا تھا جو اس کے ایک رات بھی رکنے پر منہ پھلا لیتا تھا۔

"آپ نے کہا ہی نہیں تو میں نے سوچا شاید آپ کا موڈ نہیں۔" وہ آہستہ سے بولی تو حاسن نے ایک نظر اس کے جھکے ہوئے سر پر ڈالی۔ کتنے فاصلوں پر محسوس ہوتی تھی اب وہ۔

"میں نے سمجھا شاید تم خود ہی رکنا نہیں چاہ رہیں۔" وہ طویل سانس لے کر بولا۔ پھر قدرے توقف کے بعد کہنے لگا۔

شاید اب ہم دونوں میں وہ انڈر اسٹینڈنگ نہیں رہی۔"

روشین کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔

یہ سچ تھا۔۔۔ اور کتنا بھیانک تھا۔

گھر آنے تک دونوں میں سے کسی نے بھی مزید کچھ نہیں کہا۔ گیٹ کے سامنے گاڑی لا کر اس نے ہارن بجایا اور ایک نظر روشین کے ستے ہوئے چہرے پر ڈالی۔

"جو بات تمہیں تنگ کر رہی ہے اگر کہہ دو تو ہم دونوں مزید مس انڈر اسٹینڈنگ سے بچ سکتے ہیں۔"

عاصم نے گیٹ کھولا تو وہ گاڑی پورچ میں لے آیا۔ وہ خاموشی سے نیچے اتر گئی۔

"آپ تو رہنے گئی تھیں پھر آ گئیں؟" وہ حیران ہوا روشین نے فوراً "اپنا موڈ خوش گوار بنا لیا۔

"بس دل نہیں چاہا رہنے کو اس لیے آ گئی۔"

"بہت اچھا کیا۔" وہ معنی خیزی سے مسکراتا ہوا اندر بڑھ گیا۔ تو وہ بھی شانے اچکا کر اس کے پیچھے بڑھی۔ حاسن اس سے چند قدم پیچھے تھا۔ عاصم کے اس معنی خیز جملے کی اسے تب سمجھ آئی جب اس کی نظر حمیرا پر پڑی۔ سعدیہ بہت اکتائی ہوئی سی اس کے پاس بیٹھی تھی۔ روشین پر نظر پڑتے ہی وہ کھل اٹھی۔

"تھینک گاڈ بھابی آ گئیں آپ۔"

حمیرا کی آمد نے اسے اتنا ڈسٹرب کیا تھا کہ سعدیہ کے التفات پر وہ ٹھیک طرح سے خوش بھی نہیں ہو پائی۔

"کیسی ہو روشین۔۔۔؟"

حمیرا نے دلکش سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا تو وہ دکھاوے کی مسکراہٹ بھی لبوں پر نہیں پھیلا سکی۔ مگر حمیرا کو اس کے تاثرات سے کوئی غرض نہیں تھی وہ روشین کے پیچھے آتے حاسن کو دیکھ چکی تھی۔

"ہیلو۔ حاسن۔" اس کے لہجے میں اب مسحور کن گرمجوشی اتر آئی تھی۔

"اوہ۔ کیسی ہو تم؟ اور آج ادھر کیسے؟"

حاسن کا فریش انداز بھی کسی سے چھپا ہوا نہیں تھا۔

"بہت بوریت ہو رہی تھی گھر میں۔ امی چلی گئیں خالہ کے گھر میں نے سوچا کہ پیا کے ساتھ گھر میں بور ہونے سے بہتر ہے کہ ہفتہ بھر کے لیے تمہاری طرف آ جاؤں۔" وہ بڑی بے نیازی اور اطمینان سے مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی روشین نے بے ساختہ عاصم اور سعدیہ کی طرف دیکھا تھا۔ سعدیہ کے تاثرات سے ناگواری ہویدا تھی مگر عاصم بالکل سنجیدہ تھا۔

"اوہ وائی ناٹ۔۔۔ اینی ٹائم۔" حاسن بے حد خوشگواری سے کہتا صوفے میں دھنس گیا۔

"سعدی ایک کپ چائے میرے لیے بھی بناؤ۔" اس نے بیٹھتے ہی سعدیہ سے فرمائش کی تو اس سے پہلے ہی حمیرا ٹی کوزی ہٹانے لگی۔

"آج میرے ہاتھ کی چائے پی کر دیکھ لو۔"

"بالکل نہیں۔" وہ تیزی سے سیدھا ہو بیٹھا۔ "اس دن ہوٹل میں پی تھی تمہاری بنائی ہوئی چائے تبھی میں نے سوچا تھا کہ ایسی چائے تو محض بندہ خودکشی کے لیے پی سکتا ہے۔"

وہ بہت صاف گوئی سے کہہ رہا تھا۔ حمیرا خجل یا شرمندہ ہوئے بغیر ہنس دی۔

"بہت ڈرامے باز ہو تم۔"

حاسن نے شانے اچکا کر روشین کو چائے بنانے کا اشارہ کیا جو گم صم سی بیٹھی تھی۔ کتنی بے باکی اور بے خوفی سے وہ ہو ٹلنگ کے قصے سنا رہا تھا۔

"ایک کپ میرے لیے بھی روشین۔" حمیرا نے فوراً" فرمائش کی تو سعدیہ نے ہاتھ اٹھا کر روشین کو روک دیا اور خود اٹھ کر ٹرالی کے قریب آئی اور چائے بنانے لگی۔ حمیرا کے تاثرات پر عاصم کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"اس دن تم بھاگ کیوں آئے وہاں سے۔ وہ تو جب میں سو کے اٹھی تب پتا چلا کہ حاسن احمد فرار ہو چکے ہیں۔"

وہ انوسٹی گیشن کر رہی تھی۔ جب وہ گجرات سے واپس آیا تھا۔

"بہت ضروری کام تھا مجھے۔" حاسن نے سعدیہ کے ہاتھ سے کپ لیتے ہوئے اسے ٹالا مگر وہ اتنی آسان شے نہیں تھی۔

"آئی تھنک روشین کی برتھ ڈے تھی اس روز۔" وہ سوچتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ہوں۔" وہ مبہم سے انداز میں بولا۔ ساتھ ہی آنکھوں کے سامنے اس کی خفگی اور ناراضگی کے انداز لہرا گئے۔

"نازی کہاں ہے؟" روشین کا دل گھبرانے لگا تو وہ سعدیہ سے پوچھنے لگی۔ اس کا جی چاہ رہا تھا فوراً" وہاں سے اٹھ جائے۔

"وہ پڑھ رہی ہے اپنے کمرے میں۔"

"میں دیکھتی ہوں اس کو۔" وہ اٹھی اور پھر کسی کے کچھ کہنے سے پہلے تیز قدموں سے چلی گئی۔ حمیرا کے ہونٹوں پر غیر محسوس کن مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"ویری پراؤڈ۔"

"نہیں۔ پراؤڈ نہیں ہے۔" حاسن نے اس کی طرف داری کی تھی۔

"ہاں یہ بھی ہے، پراؤڈ ہونے کے لیے بھی کچھ چاہیے ہوتا ہے۔" وہ آرام سے کہہ رہی تھی اس کا اشارہ یقیناً خوبصورتی کی طرف تھا یا تو حاسن سمجھا نہیں یا پھر سمجھ کر نظر انداز کر گیا مگر سعدیہ چیخ کر رہ گئی۔

"اور جو کچھ چاہیے ہوتا ہے وہ ان میں وافر مقدار میں ہے۔"

"اچھا" وہ دھیمے سے انداز میں یوں ہنسی جیسے اس کا تمسخر اڑا رہی ہو۔ سعدیہ بہت معمولی سے ٹیمپرامنٹ کی مالک تھی لب بھینچے فوراً" اٹھ گئی جبکہ عاصم موڈ بگڑنے کی نوعیت آنے سے پہلے ہی اٹھ گیا۔ حاسن بہن بھائی کے رویے کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا مگر اسے وجہ قطعی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے انہیں حاسن۔ شاید میرا آنا انہیں اچھا نہیں لگا۔"

وہ بہت دل سوزی سے کہہ رہی تھی حاسن شرمندہ ہونے لگا۔

"کم آن حمیرا۔ تمہارا اپنا گھر ہے اور کزنز ہیں یہ تمہارے خوش کیوں نہیں ہوں گے تمہارے آنے سے۔"

"اور... روشین؟ اس نے تو اتنا بھی لحاظ نہیں کیا کہ میں بھی اس گھر کی ایک فرد ہوں اور مہمان کی حیثیت سے آئی ہوں۔"

اس کے تاثرات اور انداز میں درد بھرا تھا اور روشین کا انداز تو خود حاسن نے بھی بہت محسوس کیا تھا مگر پھر بھی اس نے کچھ ظاہر کرائے بغیر اس کی غلط فہمی دور کرنا چاہی۔

"ارے نہیں، ایکچوئلی وہ نازی کی اسٹڈیز میں ہیلپ کرتی ہے نا اس لیے اور اسی لیے تو وہ میکے میں بھی نہیں رکی۔"

"اینی وے... اب میں یہاں آئی ہوں تو مجھے پورا پورا پروٹوکول چاہیے۔ آخر کو پہلی دفعہ رہنے کو آئی ہوں میں۔" وہ بہت دھونس بھرے انداز میں کہہ رہی تھی۔

اس کے انداز میں ناز تھا۔ حاسن مسکرا دیا۔

کھانا بھی بہت خاموش ماحول میں کھایا گیا۔ اس

CamScanner

سے پہلے وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھے پتا نہیں کون کون سے قصے دہرا رہے تھے۔ دونوں کالج فیلو ہی نہیں یونیورسٹی فیلو بھی رہ چکے تھے اور پھر حمیرا کو تو ویسے بھی موقع چاہئے تھا کسی بھی طریقے سے حاسن احمد کو اپنی باتوں میں اُلجھائے رکھنے کا۔ کھانے کے بعد روشین نے چائے بنائی اور خود برتن دھونے کھڑی ہو گئی۔

"آپ بھائی جان کے پاس بیٹھیں میں اور نازی دھولیں گی۔" سعدیہ نے اسے ہٹانا چاہا اسے مغرورانہ اداؤں والی اپنی تایا زاد سے بالکل بھی لگاؤ نہیں تھا۔

"ارے نہیں سعدی۔ بس تھوڑے سے تو برتن ہیں۔ تم جاؤ ٹی وی دیکھو میں بس آرہی ہوں۔" وہ ادھر جانے سے کترا رہی تھی۔

"ہٹیں بھابی، جب سے آئی ہیں بس کام لیے بیٹھی ہیں۔" سعدیہ نے اسے زبردستی پیچھے ہٹایا تو وہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ ڈانٹتی کیوں نہیں بھائی جان کو، کتنے مزے سے پرانے قصے تازہ کیے جا رہے ہیں۔"

وہ فوم پر لیکوڈ کے چند قطرے ڈال کر پلیٹ صاف کرتے ہوئے جھلاہٹ بھرے انداز میں کہہ رہی تھی۔ ایف اے کی اسٹوڈنٹ تھی اگر اس کی غیر سنجیدگی کو الگ کر کے دیکھا جاتا تو بہت حساس اور سمجھ دار تھی۔

"کیوں بھئی، میں کیوں ڈانٹوں؟"

وہ کبھی بھی نہیں چاہتی تھی کہ وہ ان تینوں بھائی بہنوں کے سامنے حاسن کو غلط انداز میں پورٹریٹ کرے۔ اس لیے اس نے ذرا سا ہنس کر پوچھا حالانکہ دل تو چاہ رہا تھا کہ جا کر حاسن کو کھری کھری سنائے اور حمیرا کو بازو سے پکڑ کر باہر کا راستہ دکھا دے۔

"یہ لیں، میں اتنی دیر سے بھلا کیا کہہ رہی ہوں؟"

وہ کوفت سے بولی۔ اس کے ہاتھ بدستور کام میں مصروف تھے اور زبان بولنے میں۔

"بہت عجیب سی نیچر ہے حمیرا آپی کی۔ ان کو ہر وقت فل اٹینشن چاہئے ہوتی ہے۔ اگلے بندے کو پتا بھی نہیں چلتا چاہے وہ فرض نبھانے کے لیے ہی ان کو سنتا رہے مگر انہیں بس یہ تسلی رہتی ہے کہ کوئی تو ہے جو ان کی خاطر سامنے بیٹھا ہے۔"

وہ بہت جلے ہوئے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"خیر حاسن بچے تو نہیں ہیں۔"

روشین کے لہجے میں خفیف سا طنز اتر آیا۔

"لیکن انہیں کیا معلوم کہ وہ انہیں باتوں میں کیوں الجھائے ہوئے ہے۔" سعدیہ نے فوراً بھائی کی حمایت کی تو روشین کو ہنسی آگئی۔

"تم یہ باتیں سوچ سکتی ہو تو کیا وہ نہیں سمجھ سکتے؟"

"ہر ایک کی ذہنی استعداد اور پرواز تخیل ایک جیسی پاور فل نہیں ہوتی، بعض اوقات آپ بہت چھوٹا سا پوائنٹ بھی مس کر جاتے ہیں جو سب کی نظروں میں ہوتا ہے۔"

"واقعی۔" روشین نے سانس بھری۔

اگر حاسن احمد میرے واہموں میرے خدشوں تک پہنچ جائے تو۔۔؟

"بھابی! آپ فارغ کھڑی ہیں۔ چلیں کیرم کھیلیں۔" عاصم اسے ڈھونڈتا ہوا کچن میں چلا آیا۔

"کہاں؟" اس نے بے اختیار پوچھا۔ اس کے ذہن میں تھا شاید حاسن بھی کھیل رہا ہوگا۔

"میرے کمرے میں، نازی کو بٹھا کے آیا ہوں چلیں۔" وہ عجلت آمیز انداز میں بولا تو وہ شانے اچکا کر اس کے ساتھ ہولی۔

"میں بھی آرہی ہوں بس۔۔"

سعدیہ نے سنک دھوتے ہوئے آواز دی تھی۔

اور پھر کتنی ہی دیر وہ سب کچھ ذہن سے جھٹک کر گیم میں مگن رہی۔ عاصم کی باتیں اور سعدیہ سے اس کی نوک جھونک اس قدر دلچسپ تھی کہ اسے ٹائم گزرنے کا احساس تک نہیں ہوا۔

"تم لوگوں نے اسکول، کالج نہیں جانا۔ جب دیکھو یہی فضول گیم لیے بیٹھے رہتے ہو؟"

حاسن کی آواز اس قدر اچانک کمرے میں گونجی تھی کہ روشین کا ہاتھ بہک گیا اور اپنی گوٹ کی بجائے نازی اور عاصم کی گوٹ پاکٹ میں ڈال بیٹھی۔

"ٹیم از اوور۔" عاصم نے حاسن کو بھلا کر نعرہ لگایا تھا اور ویسے بھی محض اس ایک بلیک گوٹ کی وجہ سے ہار جیت رکی ہوئی تھی۔

"چپ۔" روشین نے کوفت سے دروازے میں کھڑے حاسن کو دیکھا جس کے تاثرات بہت کھردرے ہو رہے تھے۔

"بھائی جان کی وجہ سے ہار گئیں آپ۔" عاصم نے سرگوشی کی تو وہ اسے گھورتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ سعدیہ اور نازیہ خاموشی سے پہلے ہی نکل گئی تھیں۔

"یہ کیا گنواروں جیسا طریقہ اپنا لیا ہے تم نے...؟" کمرے میں آتے ہی وہ کھاتہ کھول کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ ان سنی کر کے بستر کی طرف بڑھی تو حاسن نے دانت پیستے ہوئے اس کا بازو جکڑ لیا۔

"میں تم سے کہہ رہا ہوں۔"

"یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا...؟" وہ ناگواری سے بولی۔ جیسے اس کے موڈ اور لب و لہجے کی یکسر پروا نہ ہو۔ وہ تلملا اٹھا۔

"جس طرح کے طریقے تم استعمال کرتی ہو ان کا جواب ہے یہ۔"

"میں ایسی ہی ہوں۔" اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے قدرے جتانے والے انداز میں کہا' وہ ششدر رہ گیا۔

"ہو کیا گیا ہے تمہیں؟" اس کے لہجے میں سختی اتر آئی۔ روشین نے اپنا بازو اس کی گرفت سے چھڑایا اور آگے بڑھ کے بیڈ شیٹ ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔

"کچھ بھی نہیں ہوا۔"

"حمیرا مہمان ہے یہاں اور تم یوں بی ہیو کر رہی ہو جیسے پتا نہیں کون سی ناپسندیدہ ترین ہستی آ گئی ہو اس گھر میں۔" وہ شعلہ بار لہجے میں بولا۔ یوں حمیرا کے فور میں اس کا بولنا روشین کو تپا گیا۔

"میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔"

"تو پھر تم بیٹھی کیوں نہیں اس کے پاس... وہ کیا دیواروں سے ملنے آئی تھی؟" وہ تیز لہجے میں کہہ رہا تھا۔ وہ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا تھا وہاں بیٹھنے کو' اور پھر آپ تھے نا اسے کمپنی دینے کے لیے۔"

اس کا انداز صاف اور بہت سادہ تھا۔ حاسن اس کی بات کی گہرائی میں نہیں پہنچ سکا۔ مگر اس کی یہ عادت اسے سخت ناگوار گزری تھی۔

"گھر میں جب کوئی مہمان آجائے تو پھر اس کے پاس بیٹھنا ہی پڑتا ہے چاہے آپ اسے پسند کرتے ہوں یا نہ کریں۔ کیا سوچ رہی ہو گی وہ اس قدر غیر مہذب ہو تم۔ ٹھیک کہہ رہی تھی حمیرا' پتا نہیں کس بات کا غرور ہے تمہیں۔"

صاف لگ رہا تھا کہ روشین کا یہ انداز اور رویہ کسی بھی صورت حاسن کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ ویسے تو وہ اسے ڈانٹنے کے لیے سخت الفاظ استعمال نہیں کر رہا تھا مگر جو وہ کہہ رہا تھا روشین اسے کس انداز میں لے رہی تھی یہ بھی وہ نہیں سمجھ رہا تھا۔ کئی لمحوں تک وہ بت کی مانند بیٹھی رہ گئی۔

وہ سر جھٹکتا واش روم میں گھس گیا۔

کیا ہے مجھ میں' کیا ہے جس پر غرور کر سکوں میں...؟ کچھ بھی تو نہیں حاسن احمد' بس ایک خوبصورت شوہر کے سوا۔ اس نے کروٹ لے کر تکیے میں منہ گھسیڑا تو گرم گرم آنسوؤں کا سیلاب امڈ پڑا۔

واش روم سے نکل کر حاسن نے اسے کروٹ لیے سوتے پایا تو لحظہ بھر کو وہ ٹھٹکا پھر اس کے تاثرات میں پتھریلا پن اترنے لگا۔ پیشانی پر شکن ہو گئی۔ وہ لب بھینچے لائٹ آف کر کے اپنی جگہ پر لیٹا اور اس کی طرف پشت کر کے آنکھیں موند لیں۔

☆ ---- ❖ ---- ☆

تو پھر یہ طے ہے حاسن احمد کہ میں ایک کم شکل عورت ہوں۔ جس میں اس کے شوہر کے لیے کوئی بھی اٹریکشن نہیں سوائے اس کے کہ اس نے ایک ایسی عورت گھر میں ڈال رکھی ہے۔ جو اس سے آگے کچھ دیکھ ہی نہ پائے۔ اپنے سود و زیاں کا حساب ہی نہ رکھ پائے تو چکھ لو اس آزادی کا مزہ حاسن احمد۔

وہ سب کو تیار ہونے کا کہہ کر کسی کام سے گیا تھا۔ آف ڈے کی وجہ سے اس نے پکنک کا پلان بنالیا تھا۔ بلکہ اس میں حمیرا کا عمل دخل زیادہ تھا۔

"دو دن ہو گئے ہیں مجھے آئے ہوئے اور تم مجھے کہیں سیر و تفریح کے لیے نہیں لے گئے۔" اس نے منہ بنا کر کہا تو یوں لگا جیسے وہ دنیا کے دوسرے کونے سے آئی ہو حالانکہ لاہور میں رہتے ہوئے لاہور کی سیر کی بات کرنا عجیب سا ہی لگا تھا ان سب کو مگر حاسن نے فوراً" پکنک کا پروگرام سیٹ کر کے اس کا دل ٹوٹنے سے بچالیا تھا۔

"اب چل بھی پڑو۔"

صبح صبح ہی اس نے ڈھیروں چیزیں تیار کردی تھیں مگر خود اس کا قطعی موڈ نہیں تھا۔ "دل جوڑنے" کی اس جہت میں شامل ہونے کا۔ اب حاسن تیزی سے کمرے میں داخل ہوا تو اسے انہی ملگجے کپڑوں میں بستر پر نیم دراز دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"تم تیار نہیں ہوئیں؟" اس کے لہجے میں بے یقینی کے ساتھ یکایک غصہ بھی در آیا تھا۔

"میں نہیں جارہی۔" وہ دھیمی سی آواز میں بولی اور ایک نظر بھر کے اونچے لمبے حاسن احمد کو دیکھا۔ ڈارک گرے پینٹ اور لیدر اسٹون واش پر ٹنڈ براؤن شرٹ میں وہ جچ رہا تھا۔

"کیوں۔ تم کیوں نہیں جارہیں؟" وہ بہت تیکھے و تلخی سے بھرے لہجے میں پوچھتا اندر آگیا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" خود پر قابو پاتے پاتے بھی اس کی آواز میں نمی اتر ہی آئی۔

کتنا مشکل ہے حاسن احمد تمہیں یوں کسی اور کو سونپ دینا۔ وہ تشویش بھرے انداز میں اس کی کلائی تھام کر بخار چیک کرنے لگا۔ پھر پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔

"کچھ بھی نہیں ہے۔ بخار بھی نہیں۔" وہ دو ٹوک لہجے میں بولا۔ انداز یہی تھا کہ اب اٹھ جاؤ۔

"پھر تھکن ہو گئی ہوگی۔" وہ اکتاہٹ بھرے انداز میں بولی تو وہ یکلخت ہی غصے سے بھر گیا اور اس کا بازو مضبوطی سے جکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے کھینچ کر کھڑا کیا۔

"اٹھو اور پانچ منٹ میں تیار ہو کر باہر آؤ۔"

اس کی بے درد گرفت اور بیزار و اکتاہٹ بھرا انداز اس کی آنکھیں چھلکا گیا مگر وہ سب نظر انداز کیے تنتناتا ہوا باہر چلا گیا۔

ہونہہ' جاتو رہی ہے وہ ساتھ' مجھے جلا کر تڑپا کر مزا لینا چاہ رہے ہیں۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی کپڑے تبدیل کرنے لگی۔ آنسو تھے کہ تھمنے میں ہی نہیں آرہے تھے۔

کر دیکھو حاسن احمد جو کرنا ہے۔ تمہارے ظلم کی بھینٹ چڑھوں گی تبھی گھر والوں کو اپنی غلطی کا احساس ہو گا۔ تمہاری اچھائی کا پردہ چاک ہو گا تو انہیں میری باتوں کی سچائی کا پتا چلے گا۔

وہ بہت آرام سے خوب اچھی طرح تیار ہو کر باہر آئی تھی مگر سیاہ' اسٹائلش سے لباس میں حمیرا کو دمکتے پاکر ایک بار پھر سے اس کا احساس کمتری عود کر آیا اور اسی احساس کے زیر اثر اس نے حاسن کی بے ساختہ اٹھنے والی پرستائش نظروں کو مس کردیا۔ ورنہ شاید اس کی سوچ میں کوئی تبدیلی آہی جاتی۔

حاسن نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ فرنٹ سیٹ پر حمیرا بہت استحقاق سے بیٹھی تھی۔ روشین خاموشی سے سعدیہ اور نازیہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔ عاصم کیمرا سنبھالتا ہوا سب سے آخر میں آیا تھا۔ بڑی گاڑی ہونے کی وجہ سے کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا ورنہ شاید اتنی ڈھیر ساری کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ جگہ کی کمی ہو جاتی۔

"کہاں چلیں بھئی؟" حاسن نے غیر محسوس کن طریقے سے بیک مرر روشین پر سیٹ کیا تھا۔ سعدیہ نے اسے ٹہوکا دیا۔ وہ باہر دیکھتی چونکی۔

"بھائی جان پوچھ رہے ہیں کہاں چلیں؟" جواباً اس نے بے دلی سے شانے اچکائے تو وہ لب بھینچے ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگا۔

"شاہی قلعہ چلتے ہیں یا پھر شالیمار' بلکہ اقبال

پارک ٹھیک رہے گا۔ جھولے بھی انجوائے کریں گے۔" حمیرا کی فرمائشی ٹیپ بج اٹھی تھی۔

"کیا خیال ہے بھئی تم لوگوں کا؟" حاسن نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک مرتبہ پھر پوچھا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ روشین کوئی فرمائش کرے مگر وہ تو اس قدر بے اعتنائی کا مظاہرہ کر رہی تھی کہ حد نہیں۔ حاسن کو اس کے اس قدر بدلے ہوئے اور خود سرانہ رویے پر شدید غصہ تھا مگر اب جبکہ وہ اس کی ڈانٹ کھانے کے بعد یوں بجی سنوری سامنے آئی تھی تو وہ غصہ بھاپ بن کر اڑ گیا تھا۔

"کیوں روشنی، تمہارا کیا خیال ہے؟" وہ بہت خوش گوار انداز میں پوچھ رہا تھا گویا دوستی کی ابتدا کر رہا تھا۔

"میں تو سیکڑوں بار سب کچھ دیکھ چکی ہوں۔ آپ حمیرا کی فرمائش پوری کریں۔" اس نے باہر نظریں جمائے بہت رسان سے جواب دیا تو وہ گہری سانس لے کر گیئر بدلنے لگا اور اس کے بعد اس نے اقبال پارک پہنچ کر ہی دم لیا تھا وہ سب نیچے اتر آئے۔ ہر طرف گہما گہمی تھی۔ روشین نے گیٹ کے پار نظر دوڑائی۔ کسی اسکول کی طالبات کا ٹرپ آیا ہوا تھا اس کے علاوہ اپنی فیملیز کے ساتھ لوگ موجود تھے۔

"آپ کدھر ایزی فیل کر رہی ہیں۔ سامان اٹھائیں۔" عاصم نے اسے یوں الگ تھلگ کھڑا دیکھ کر پکارا تو وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

پانی کے خوبصورت حوض کی سائیڈ پر درختوں کے نیچے گھاس پر عاصم اور حاسن نے مل کر دری بچھا کر اس پر پلاسٹک شیٹ بچھائی تو انہوں نے سارا سامان وہیں ڈھیر کر دیا۔

حاسن نے سیدھے ہو کر گہری سانس لی اور حوض میں تیرتی بطخوں کو دیکھ کر مسکرایا۔

"لوکیشن تو اچھی ہے۔"

"اور آب و ہوا بھی۔" عاصم نے ٹرپ کی لڑکیوں کے ایک ٹولے کو دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا تو وہ غصیلی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"چلو جھولوں کی طرف۔" حمیرا نے فوراً کہا تھا۔ باقی سب بھی تیار ہو گئے۔

"اتنی دور جانا پڑے گا۔ میں یہیں سامان کے پاس بیٹھتی ہوں۔" روشین نے گیٹ سے لے کر جھولوں تک کا فاصلہ نظروں سے ناپ کر فوراً انکار کیا تھا۔

"کوئی نہیں لے جائے گا سامان۔" سعدیہ نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں اور پھر پاس ہی پتھروں پر بیٹھی گپیں لگاتی عورتوں کی طرف بڑھی۔

"ایکس کیوزمی۔ کیا آپ لوگ ابھی یہیں پر ہیں؟"

"جی ہاں۔ ہم ٹیچرز ہیں۔ ٹرپ لے کر آئی ہوئی ہیں۔" ان چاروں میں سے ایک نے تعارف کرایا تھا۔

"پلیز، ہم لوگ ذرا جھولوں تک جانا چاہ رہے ہیں اگر آپ لوگ مائنڈ نہ کریں تو پلیز ہمارے سامان کا تھوڑی دیر تک دھیان رکھئے گا۔"

"نو پرابلم۔ ہم لوگ تو شام تک یہیں ہیں۔ در اصل یہ جگہ لڑکیوں کو کچھ زیادہ ہی پسند آگئی ہے۔" وہ ٹیچر بہت شائستگی اور نرمی سے بات کر رہی تھی۔

"خوبصورتی تو ہے یہاں۔" سعدیہ نے ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

"واقعی یہ لوگ تو بس قلعہ اور مقبرہ جہانگیر دیکھنے کے بعد اس پارک پر فدا ہو گئی ہیں۔" وہ ہنسیں۔

"کہاں سے آیا ہے آپ کا ٹرپ؟" بات سے بات نکالنے میں تو وہ ماہر تھی۔

"کھاریاں سے۔"

"اچھا تو پھر ہم بے فکر ہو کر جائیں؟" اس نے مسکراتے ہوئے ایک بار پھر کنفرم کیا تو وہ اس پیاری سی لڑکی کو دیکھ کر ہنس دیں۔

"بالکل جائیں۔ ہم یہیں بیٹھی ہیں۔"

وہ اس کام سے فارغ ہو کر ان سب کی طرف پلٹی جو اس کی بولڈنیس دیکھ رہے تھے۔

"اب چلیں۔؟" وہ انھیں دیکھ کر شرارت سے مسکرائی تو حاسن نے بے اختیار اسے بازو کے گھیرے میں لیا۔

CS CamScanner

"بہت کانفیڈنٹ ہو گئی ہے میری گڑیا۔" بھائی کی تعریف نے اسے نہال کر دیا۔

"اب چل پڑو' یا پھر ریل گاڑی یہیں بلوالوں؟" اس کے چہرے پر اچٹتی نگاہ ڈالتے ہوئے حاسن نے دھیمی سی آواز میں پوچھا تو وہ لب دانتوں تلے دبائے نازیہ کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ آسمان پر بادلوں نے ڈیرہ جما رکھا تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں احساس دلا رہی تھیں کہ کسی بھی لمحے بوندا باندی شروع ہو سکتی تھی۔

"آخر یہ جھولے گیٹ سے اتنی دور کیوں ہیں؟ چل چل کے ستیاناس بلکہ سوا ستیاناس ہو جاتا ہے۔" نازیہ کو غصہ آرہا تھا اور سب کو ہنسی۔

"تمہارے لیے تو یہ بھی کم ہے تمہارا تو ساڑھے ستیاناس ہونا چاہیے تاکہ کچھ تو اسمارٹنس آئے۔" عاصم نے اس کی صحت مندی کا مذاق اڑایا تو اس کے منہ بسورنے پر ہنس کر روشین نے اس کے بازو میں بازو ڈال کر اسے خود سے قریب کر لیا۔ ابھی بمشکل وہ آدھے راستے میں تھے کہ ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔

"یہ کیا بھئی؟" حاسن رک گیا۔ وہ سب سے آگے حمیرا کے ساتھ تھا۔

"ڈونٹ وری بھائی جان' دیکھیں سب انجوائے کر رہے ہیں۔" عاصم نے اپنے مخصوص بے پروا سے انداز میں تسلی دی تھی۔ لڑکیوں پر بگڑے موسم کا اثر نہ دیکھ کر وہ بھی ایزی ہو گیا۔

"سعدی وہاں سب کچھ بھیگ جائے گا۔" روشین نے سعدیہ کو مخاطب کیا تھا اور واقعی بات ٹھیک تھی۔ دری تک ان لوگوں نے نہیں سمیٹی تھی۔

"اب رہنے دیں۔ اتنی دور کون واپس جائے؟" سعدیہ نے سر جھٹکا تھا۔

"کم آن روشین' اتنی سگھڑ نہ بنو کہ تفریح میں بھی بھنگ ڈال دو۔" حمیرا کا اکتاہٹ بھرا انداز بظاہر خوش دلی کے غلاف میں لپٹا تھا مگر وہ فقط ایک نظر اسے دیکھ کر پلٹ گئی۔

"تم لوگ چلو میں دو منٹ میں آتی ہوں سب سمیٹ کر۔" وہ ان کے احتجاج کی پروا کیے بغیر واپس ہو گئی۔

"چلو بھئی جلدی کرو۔" حمیرا نے یوں آگے قدم بڑھائے جیسے اس سے ضروری کوئی اور کام ہی نہ ہو۔

"اب بھابی اکیلی آئیں گی کیا؟" سعدیہ جھنجلائی۔ (ایک یہ عقل مندی بھی دکھا لیتی تو بھابی کو یوں واپس نہ جانا پڑتا)

"تم لوگ چلو میں آتا ہوں اس کے ساتھ۔" حاسن نے کچھ سوچ کر روشین کی تقلید میں قدم بڑھائے تو سعدیہ کے نقوش میں نرمی اتر آئی۔

"کیا بوریت ہے حاسن؟" حمیرا بھنکی۔

"آپ کو تو تفریح چاہیے اور میں بھی تو آپ کا ہی کزن ہوں۔ چلیں آج میرے ساتھ ہی سہی۔" عاصم نے محظوظ کن انداز میں کہا۔

"واقعی۔ ہم تو پکنک پر آئے ہیں۔ چاہے تم ساتھ ہو یا بھائی جان کیا فرق پڑتا ہے۔" سعدیہ نے ہنستے ہوئے عاصم کی طرف دیکھا تھا۔ حمیرا کا خراب ہوتا موڈ ان سے چھپا ہوا نہیں تھا۔ اس نے بہت بے دلی سے ان تینوں کی معیت میں قدم بڑھائے تھے۔

حاسن تیز قدموں سے چلتا چند لمحوں میں اس کا ہمقدم ہو گیا تھا۔ اس کا شانہ روشنی کے شانے سے ٹکرایا تو اس کے قدموں کی رفتار سست پڑ گئی اس نے فقط چہرہ موڑ کر دیکھا تھا وہ سامنے دیکھ کر چل رہا تھا۔

کاش کہ اس ہم قدمی میں فقط محبت ہوتی۔ خالص محبت' بنا کسی کھوٹ کے۔

اس نے چہرہ جھکا لیا پلکیں خود بخود بھیگنے لگی تھیں۔

"ایکسکوزمی۔" وہ دو تین لڑکیاں تھیں' اسکول یونیفارم میں ملبوس' ایک کے ہاتھ میں کیمرا تھا۔ وہ دونوں رک گئے۔

"سر! ایکچوئلی فوٹو گرافی میری ہابی ہے اور اس سلسلے میں خوبصورت کپلز کی تصویریں بنانا میرا کریز ہے۔ اگر آپ لوگ اپنے ریلیشن شپ کی وضاحت کر دیں تو عنایت ہو گی۔"

وہ پیاری سی شوخ لڑکیاں تھیں۔ کیمرا تھامنے والی

نے بہت بے تکلفی سے کہا تو بے اختیاری سی مسکراہٹ حاسن کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔

"دس از مائی وائف۔" اس نے روشین کا تعارف کرایا جو "خوبصورت کپل" کا سن کر کنفیوز سی لب کچل رہی تھی۔

"ویری نائس۔۔۔ کین آئی۔۔۔؟" اس نے ستائش بھرے انداز میں کہتے ہوئے اجازت چاہی تو حاسن نے ہنس کر شانے اچکا دیے۔ تو اس نے باقاعدہ ڈائریکشن دینے کے بعد حاسن اور روشین کو شانے سے شانہ ملائے کھڑا کر کے تصویر بنائی اور اس کے بعد ایک ڈائری کھول کر اس پر ان کی تصویر کا نمبر لکھا اور پین سمیت ڈائری حاسن کی طرف بڑھا دی۔

"اب اپنا ایڈریس بھی لکھ دیں تاکہ ایک تصویر آپ کو بھی پوسٹ کر دوں۔" حاسن نے اپنا ایڈریس لکھ دیا تو ان تینوں نے روشین کے ساتھ ہاتھ ملا کر باقاعدہ اسے گلے مل کر پیار بھی کیا۔

"او کے سر۔ بائے۔" وہ ہنستی مسکراتی آگے بڑھ گئیں۔ چند ثانیوں تک حاسن دلچسپی سے انہیں دیکھتا رہا پھر اس کی طرف متوجہ ہوا جو مجل سی کھڑی تھی۔

"کتنا اچھا اور انوکھا اسٹائل ہے ان کا۔"

اس کے تبصرے پر وہ بس ہلکے سے مسکرا دی۔ ورنہ جی تو چاہ رہا تھا کہ اسے بتائے شادی سے پہلے ہر لڑکی اسی طرح معصوم اور پرجوش سی ہوتی ہے مگر شادی کے بعد سب سے پہلے اس کی معصومیت کے پرخچے اڑائے جاتے ہیں پھر قدم قدم پر اسے اس کے بچکانہ پن اور الہڑپن کا احساس یوں دلایا جاتا ہے گویا وہ کوئی بہت بڑا گناہ کر رہی ہو۔

وہ گہری سانس لے کر چل پڑی۔ لحظہ بھر وہیں کھڑا اسے دیکھتے رہنے کے بعد وہ لب بھینچے اس کے پیچھے لپکا تھا۔

"روشنی! تم اپنے اس قدر عجیب سے انداز کی وضاحت نہیں کرو گی۔ یوں لگتا ہے جیسے ہماری شادی کو چھ ماہ نہیں بلکہ چھ سال ہو گئے ہوں۔" اس نے بہت سرد سپاٹ لہجے میں پوچھا تو روشین کو بھی رونا آنے لگا مگر اس وقت وہ لوگ واپس پہنچ چکے تھے اس لیے وہ خود پر قابو پا گئی۔ وہ ٹیچرز بوندا باندی کی وجہ سے وہاں سے اٹھنے کے موڈ میں تھیں۔ اسی لیے انہیں دیکھ کر ریلیکس ہو گئیں۔

"آپ لوگ چاہیں تو اپنے گروپ کو جوائن کر سکتی ہیں۔" حاسن نے شائستگی سے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں چھٹی دی تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور ساتھ ہی وضاحت بھی کر دی۔

"دراصل بارش ہو رہی ہے، ہمارا ارادہ تھا ذرا دیر میں جا کر بس میں بیٹھ جاتے۔"

ان کے جانے کے بعد حاسن اور روشین نے دری سمیٹ کر سامان کے ساتھ درخت کے نیچے رکھی اور اوپر پلاسٹک شیٹ بچھا دی۔

"میرا خیال ہے اب یہیں ٹھہرنا پڑے گا۔" وہ خود کلامی کے انداز میں بولا تو وہ بے اختیار کہہ اٹھی۔

"اچھا ہے' میرا ویسے بھی موڈ نہیں ہو رہا تھا۔"

حاسن نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"ہنی مون پیریڈ میں تو تم اتنی بور اور ڈل نہیں تھیں بلکہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تم بہت انجوائے کرتی تھیں سیر و تفریح کو۔" اس کے لہجے میں شکوے کے ساتھ ساتھ خفیف سا طنز بھی پنہاں تھا۔ وہ درخت سے ٹیک لگائے سینے پر بازو لپیٹ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی نظر تیرتی بطخوں پر تھی۔

"میں تو اب بھی وہیں ہوں۔" اس نے لاشعوری طور پر "میں" پر زور دیا تو وہ اس کے مقابل آ کر چبھتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں بدل گیا ہوں؟"

"میں نے یہ تو نہیں کہا۔" وہ نظروں کا زاویہ بدلے بغیر بولی تو کتنی ہی دیر وہ پلک جھپکے بغیر اسے دیکھتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ رو پڑی۔ تب بھی وہ خاموشی سے اسے ہاتھوں میں منہ چھپائے روتے دیکھتا رہا۔ دل کا غبار نکلنے کے بعد وہ اپنی شال سے چہرہ رگڑنے لگی۔

حاسن کو اپنا صبح والا لہجہ یاد آنے لگا۔ پہلی بار وہ روشین سے اتنا ریش ہوا تھا۔ اب اسے شدت سے

اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ اس کی پہلی محبت تھی اور چاہے وہ کیسا بھی رویہ رکھتی وہ یہ بات نہیں بھولا تھا۔

وہ درخت کے تنے پر ہاتھ رکھ کر ذرا سا اس کے قریب ہوا۔

"آئی ایم سوری روشین۔" وہ اس کے رونے کو اپنی ڈانٹ اور سخت لب و لہجے سے تعبیر کر رہا تھا۔ اس کے لہجے میں تاسف، پشیمانی اور شرمندگی کے سبھی رنگ تھے۔

"میں تمہیں ڈانٹنا نہیں چاہ رہا تھا لیکن۔" وہ رک سا گیا۔ "چلو آج صلح کر لیں گے گھر چل کے۔ میں خود مناؤں گا تمہیں اوکے؟" اس نے اپنا لہجہ بدل کر بہت مدھرے انداز میں کہا تو وہ خائف سی آس پاس دیکھنے لگی۔

"کوئی بھی نہیں ہے یہاں، فی الحال اسی جگہ کو "لو اسپاٹ" بنا کر میں تمہیں منا سکتا ہوں اگر تم چاہو تو۔"

وہ قدرے شرارت سے اس کی طرف جھکا تو اس کی بات کی تہہ میں اترتے ہی اس کی رنگت تمتما گئی۔ وہ درخت کا سہارا چھوڑ کر جنگلے کی طرف آگئی۔

وہ مسکراتا ہوا اس کے ساتھ کھڑا ہو کر پانی کی سطح پر خوبصورتی سے تیرتی بطخوں کو دیکھنے لگا۔ پھر قدرے جھک کر جنگلے پر دھرے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسی کے اسٹائل میں پانی میں جھانکنے لگا۔

"کشتی کی سیر کرو گی؟" وہ بشاشت سے پوچھ رہا تھا اور اس کا یہ انداز بھی اس لیے تھا کہ روشین پر آیا تمام غصہ اب گرد کی طرح بیٹھ گیا تھا۔ روشین نے بے ساختہ اثبات میں سر ہلایا۔

"چلو پھر۔۔۔"

وہ سیدھا ہو گیا۔

"مگر سامان۔۔۔؟" وہ ٹھٹکی۔

"تو پرابلم یار اور پھر کھانے پینے کا سامان ہی ہے نا کوئی بات نہیں۔" وہ اپنے مخصوص بے پروا سے انداز میں کہتا اسے لیے جھیل کی طرف بڑھ گیا۔ کتنی ہی دیر وہ لوگ جھیل کی سیر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ پھر روشین کے کہنے پر ہی وہ واپس ہوئے تھے۔

"مزا آیا۔۔۔؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ روشین نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ اردگرد کا ماحول اور حاسن کا حسن سلوک اسے سب کچھ بھول جانے پر مجبور کر رہا تھا۔

"بہت سردی ہو گئی ہے۔" وہ سامان کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ حاسن نے دری اتنی چوڑائی میں بچھائی کہ وہ دونوں بیٹھ سکیں۔

"وہ لوگ تو پتا نہیں کب آئیں۔ چائے کا ایک ایک کپ ہو جائے۔" وہ اس کی فرمائش پر تھرماس اور مگ نکالنے لگی۔

"ویسے ہے بہت رومینٹک سا ماحول۔۔۔" وہ بھاپ اڑاتی چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے آس پاس نگاہ دوڑاتے ہوئے خوش دلی سے بولا۔

"یا شاید اس لیے لگ رہا ہے کہ اس طرف صرف ہم دونوں ہیں۔"

وہ بس مسکراتے ہوئے چائے کے گھونٹ بھر رہی تھی۔

"یہ دیکھو، رومیو جیولیٹ یہاں تشریف فرما ہیں اور ہم وہاں ان کو ڈھونڈ رہے تھے۔" عاصم کی بلند آواز پر وہ دونوں چونکے تھے روشین تقریباً اس کے شانے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی بہ سرعت سیدھی ہوئی۔ سعدیہ اور نازیہ بے حد پرجوش تھیں جبکہ حمیرا کا موڈ سخت خراب تھا۔

"اسے کیا ہوا؟" حاسن نے عاصم سے پوچھا تھا۔

"ان کا موڈ پتا نہیں کس چیز سے ٹھیک ہوتا ہے۔ میں نے تو تمام جھولے دلا کر آئس کریم بھی کھلائی ہے مگر ان کے چہرے پر ذرہ بھر بھی رونق نہیں آئی۔" وہ شانے اچکا کر بولا اور پھر حاسن کے ساتھ مل کر دری کھولنے لگا۔

"کیوں بھئی، انجوائے کیوں نہیں کر رہیں، حالانکہ پروگرام تمہارے لیے ہی بنا تھا؟" حاسن اسے سے پوچھ رہا تھا۔ اس نے ایک کٹیلی نگاہ روشین کے طمانیت بھرے چہرے پر ڈالی اور پھر تیز لہجے میں بولی۔

"لگ تو نہیں رہا کہ میرے لیے بنا ہے خود تم یہیں چپک کے رہ گئے ہو اس سے اچھا ٹائم تو گھر میں گزر جاتا تھا۔"

اس کا لب و لہجہ اور انداز سبھی کو ناگوار گزر رہا تھا۔ روشین کے دل میں مسرت کی ایک لہر سی اٹھی۔ حاشن اسے حمیرا پر فوقیت دے رہا تھا مگر اگلے ہی پل خوش فہمی کا محل ریت کے گھروندے کی طرح بیٹھ گیا۔

"آئی ایم سوری چلو تمہیں بھی جھیل کی سیر کرا کر لاؤں۔ ابھی ہم لوگ بہت انجوائے کرکے آئے ہیں۔" اس نے فوراً ہی حمیرا کو بہلانے والے انداز میں کہا تو اس کے تنے ہوئے نقوش میں پھر سے ملائمت بھری جاذبیت اتر آئی۔

"اوہ شیور۔" وہ فوراً تیار ہو گئی۔

"پہلے کچھ کھا پی تو لیں۔۔۔" سعدیہ کو بھائی کی یہ آفر قطعی پسند نہیں آئی تھی۔

"ہم لوگ شروع کرو۔ ہم بس ابھی آ رہے ہیں۔" وہ سرسری انداز میں کہتا حمیرا کے ساتھ سیمنٹ کی روش کی جانب بڑھ گیا۔

"آخر بھائی جان انہیں اتنا کیوں چڑھا رہے ہیں؟" سعدیہ حسب معمول جل بھن رہی تھی۔ روشین نے فوراً ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلائی تھی۔

"کم آن سعدی، مہمان ہیں وہ چند دنوں کی۔" وہ بریانی والا ہاٹ پاٹ کھولتے ہوئے مصروف انداز میں بولی انداز مگر دل میں جو درد اٹھ رہا تھا وہ بس خود وہی جانتی تھی۔

"کیا کوئی سنگین بیماری ہے انہیں؟" عاصم کیمرا فوکس کرتے ہوئے شرارت سے پوچھ رہا تھا۔

"عاصم! ایسے تصویریں مت لینا بہت بری آئیں گی۔" اس نے اسے پہلے ہی انفارم کر دینا بہتر سمجھا مگر وہ یونہی بٹن پش کر چکا تھا۔

"ایک تو آپ پتا نہیں اس قدر احساس کیوں رہتی ہیں۔ آخر کس نے کہہ دیا ہے آپ کو کہ آپ خوبصورت نہیں ہیں؟" وہ گرم گرم چکن کباب اٹھاتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے سپٹا کر اس کی طرف دیکھا وہ بالکل سنجیدہ تھا۔ وہ سنبھل کر بولی۔

"تم بالکل بھی اچھے قیافہ شناس نہیں ہو۔ مجھے کسی نے بھی ایسی کوئی بات نہیں کہی۔"

"اور کوئی کہہ بھی نہیں سکتا۔ ہماری بھابی جیسی پیاری بھابی کسی کی بھی نہیں ہو گی۔" نازی نے بہت لاڈ سے روشین کے شانے پر سر ٹکایا۔

"وہ تو ظاہر ہے کیونکہ بھابی کی کوئی جڑواں بہن نہیں ہے۔" عاصم نے اسے گھورا تھا۔

"میرا تو اتنا جی چاہتا ہے کہ میرا کمپلیکشن بھی بھابی جیسا ہو جائے۔" سعدیہ حسرت بھرے انداز میں بولی تو روشین نے قدرے استعجاب سے اسے دیکھا۔

"اتنی صاف بلکہ گوری رنگت ہے تمہاری۔ میں تو اچھی خاصی کالی ہوں۔"

"وہاٹ کالی ہیں آپ؟" عاصم حیرت سے گویا چلا ہی اٹھا۔

"کوئی نہیں، اتنی خوبصورت رنگت ہے آپ کی۔ میری فرینڈز تو آپ کو بہت پسند کرتی ہیں" سعدیہ نے شدت سے اس کی نفی کی تھی۔ روشین سر جھٹک کر ہنسی مگر سعدیہ ہنوز اپنی بات پر اڑی تھی۔

"آپ مذاق مت سمجھیں آئی سویئر بھابی آپ کو شاید پتا نہیں کہ آپ میں کتنی اٹریکشن ہے۔ خصوصاً آپ کے نقوش میں جو ملاحت ہے جو معصومیت ہے وہ کسی کسی کے چہرے پر دکھائی دیتی ہے۔"

"میں سعدی سے سو فیصد متفق ہوں کیونکہ یہ سال میں ایک آدھ بار ہی اتنی عقل مندی کی بات کرتی ہے۔" عاصم چائے کا مگ نیچے رکھ کر چوتھے کباب کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بہت خلوص سے کہہ رہا تھا۔ سعدیہ نے اسے گھورتے ہوئے اس کے ہاتھ پر تھپڑ مارا۔

"اور یہ بھی بتا دو کہ میں بالکل تم پر گئی ہوں۔"

"میں جھوٹ نہیں بولتا۔ میری مونچھیں ہیں تمہاری نہیں ہیں لہٰذا تم مجھ پر نہیں پڑیں۔" وہ بہت اطمینان سے اسے جھٹلا رہا تھا۔ وہ تینوں بے اختیار ہنس دیں۔

"مجھے تو بھوک لگ رہی ہے۔" عاصم کے ساتھ نازی نے بھی منہ بسورنا شروع کر دیا تھا۔

"بس ابھی وہ لوگ آجائیں تو شروع کرتے ہیں۔"

"وہ تو پتا نہیں کب آئیں گے۔" نازی ٹھنکی۔

"ایک تو مجھے تائی جان کی بات سمجھ میں نہیں آتی بھائی۔ انہوں نے حمیرا آپی کو ادھر کیوں بھجوا دیا حالانکہ وہ ساتھ بھی لے جا سکتی تھیں۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ تائی جان ہمیں چین سے زندگی گزارتے ہوئے نہیں دیکھ سکتیں۔"

"اونہوں عاصم بڑی ہیں وہ۔" روشین نے ٹوکا۔

"تھینک گاڈ کہ بھائی جان نے حمیرا آپی سے شادی نہیں کی۔" نازی نے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔

"کیوں نہیں کی؟" روشین بے اختیار و بلا ارادہ ہی پوچھ گئی۔

"بھائی جان کسی کے اتنے نخرے نہیں اٹھا سکتے۔ ان کے لیے آپ ہی ٹھیک ہیں۔" عاصم بے پروائی سے بولا تو وہ بے اختیار اسے دیکھنے لگی مگر اس کے چہرے پر اسے کوئی تمسخرانہ تاثرات دکھائی نہیں دیے۔ پھر بھی روشین کا دل بجھ سا گیا۔

کیا صرف خوبصورت لڑکیوں کو ہی نخرے کرنے اور نخرے اٹھوانے کا حق ہوتا ہے۔ کیا مجھ جیسی عام صورت لڑکیوں سے اس لیے شادی کی جاتی ہے کہ وہ چپ چاپ زندگی گزار دیں۔

"بالکل ٹھیک کہا تم نے 'ہماری بھابی کی نیچر بہت سویٹ ہے ویری کول۔" سعدیہ نے ہاں میں ہاں ملائی تھی وہ چونکی۔

"کیا خیال ہے پھر کھانا کھا لیا جائے؟" عاصم بے صبری سے ہاتھ مسلتے ہوئے بولا تو روشین نے نفی میں سر ہلایا۔

"یوں اچھا نہیں لگتا' ان کو آلینے دو۔"

"کتنا لمبا انتظار...؟" وہ کراہا۔

"ابھی تو چائے کے ساتھ کباب ختم کیے ہیں تم نے۔" سعدیہ نے اسے شرم دلانی چاہی وہ چمک کر بولا۔

"تو یہ ہے تم سے تو۔ اور جو تم لوگوں نے ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے۔"

"چلو یوں کرتے ہیں کہ جب تک بھائی جان نہیں آتے ہم لوگ آبشار تک ہو کے آتے ہیں۔"

سعدیہ نے آئیڈیا دیا جو انہیں پسند آیا وہ چاروں اٹھ گئے۔ پتھروں پر احتیاط سے پیر رکھتے وہ آبشار تک جا پہنچے۔

"اتنی سردی نہ ہوتی تو میں ضرور پانی میں پاؤں ڈال کر بیٹھی رہتی۔" سعدیہ نے حسرت سے پتھروں پر پھسلتے شفاف سرد پانی کو دیکھا تھا۔

"تم اب بھی بلا خوف و خطر یہ کام کر سکتی ہو زیادہ کچھ نہیں ہو گا بس تمہاری شاید قلفی جم جائے مگر بے فکر رہو ہم تمہیں گھر لے جا کر اوون میں رکھ کر پگھلا لیں گے۔" عاصم نے اپنے مخصوص شرارتی انداز میں اسے تسلی دی تو روشین نے اسے ایک دھپ لگا دی۔

"بہت تیز ہو تم عاصم....."

"آپ ان ڈائریکٹلی مجھے شالیمار ایکسپریس تو نہیں کہہ رہیں؟" وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"کوشش تو کی تھی مگر....." وہ اسے دیکھ کر ہنس دی۔

"ویسے آپ ہیں بڑی گھنی میں یونہی آپ کو معصوم سمجھے ہوئے تھا۔" عاصم نے فتویٰ دیا۔ انداز پر ستائش تھا۔

"سمجھ میں نہیں آرہا کہ غصہ دکھاؤں تمہاری بات پر یا فخر سے گردن اکڑا لوں۔" روشین مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی تھی۔

"غصہ تو آپ کو آتا ہی نہیں۔ بھائی جان کی تو موج ہے۔" سعدیہ نے پیار سے اسے دیکھتے ہوئے چھیڑنے والے انداز میں کہا تو عاصم اس کی تردید کرنے لگا۔

"آیا تو تھا غصہ' جب ان کی برتھ ڈے والے دن بھائی جان نہیں آئے تھے۔"

"کوئی نہیں۔ مجھے تو کوئی غصہ نہیں آیا تھا۔" وہ

فوراً" مکر گئی۔

"آہا۔ تو وہ اچھے بھلے ڈنر کے پلان پر منوں مٹی کس نے ڈال دی تھی؟ وہ آپ ہی تھیں بھابی محترمہ۔" وہ چمک کر بولا مگر ہاری وہ بھی نہیں۔

"میں بالکل بھی خفا نہیں تھی۔ وہ تو میں چاہ رہی تھی کہ حاسن بھی ہمارے ساتھ چلیں اسی لیے تو اگلے روز گئے تھے ہم سب۔"

"بہت لکی ہیں بھائی جان' ایمان سے بھابی اگر میری بیوی آپ جیسی عادتوں کی مالک ہوتی تو میں۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔ روشین نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

"تو کیا کرتے تم؟" سعدیہ نے اکتاہٹ آمیز انداز میں پوچھا تو وہ سر کھجانے لگا۔

"پتا نہیں' اس بارے میں تو کبھی سوچا ہی نہیں میں نے۔"

"بے وقوف۔" وہ بڑبڑائی۔

"اس معاملے میں تو بالکل تم پر پڑا ہوں اگر شیو بنوالوں تو۔"

"بہت بد تمیز ہو تم بھائی۔" سعدیہ نے منہ بسورا۔

"بھائی ہماری تصویریں بنائیں ناں۔" نازی نے التجا کی تھی۔

"پاگل نہیں ہوا ہوں ابھی کہ بہنوں کی تصویریں بناتا پھروں۔ پارک بھرا پڑا ہے حسین صورتوں سے۔" وہ قدرے چڑانے والے انداز میں بولا۔

"ہاں ہاں بالکل' تم بناؤ جا کر حسین صورتوں کی تصویریں اور میں گھر جاتے ہی سب سے پہلے روما کو فون کروں گی۔ اسے تمہارے کرتوت بتاؤں گی۔" سعدیہ نے کسی قدر اطمینان کے ساتھ اسے اجازت دی تھی۔ روشین حیرت سے اسے دیکھنے لگی جبکہ عاصم قدرے ٹپٹا گیا۔

"اوفوہ ایک تو تمہاری سینس آف ہیومر بہت ویک ہے۔ مذاق بھی نہیں سمجھتیں۔" سعدیہ کے شانے پر بازو دراز کیے وہ بہت خوشگوار لہجے میں کہہ رہا تھا۔ سعدیہ نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

"اچھا۔ تو یہ مذاق تھا۔ میں سمجھی شاید تم سیریس ہو۔"

"یہ روما کون ہے؟" روشین نے دلچسپی سے پوچھا تو وہ خجل سا سر کھجانے لگا۔

"لڑکی ہے ایک۔"

"اوہ کیسی ہے؟"

"اچھی ہے۔"

"بس اچھی ہے؟" روشین نے مسکرا کر پوچھا تو وہ بھی ہنس دیا۔

"نہیں' بہت اچھی ہے۔"

"ہے کون وہ؟" اسے تجسس ہوا۔ تو سعدیہ تفاخر سے بولی۔

"میری بیسٹ فرینڈ ہے۔"

"اور حیرت کی بات ہے کہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ یعنی بالکل بھی بے وقوف نہیں ہے۔" وہ اطمینان بھری شرارت سے بولا تو سعدیہ خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"بہت پچھتاؤ گے بھائی۔"

"کیوں نہیں کہتے عاصم اتنی اچھی بہن ہے تمہاری۔" روشین نے سعدیہ کی سائیڈ لی۔

"اور روما کی بے وقوفی کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ اس نے بھائی کو پسند کیا ہے۔" سعدیہ چڑ کر بولی۔ روشین بے ساختہ ہنس دی۔

"توبہ' کتنا لڑتے ہو تم دونوں۔"

"چلیں بھابی تصویریں ہو جائیں۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ بھائی جان کے ساتھ آپ کی تصویریں بناؤں مگر ہائے حسرت۔"

وہ گہری سانس لے کر بولا تو اضطراب کی لہریں پھر سے اس کے دل میں موجزن ہونے لگیں۔

"آج گھر چل کے میں خود بھائی جان سے بات کروں گی۔ مجھے حمیرا آپی بالکل بھی اچھی نہیں لگتیں۔" سعدیہ نے ناک چڑھائی۔

"تم لوگ تو بات کو پتا نہیں کہاں سے کہاں لے جاتے ہو۔ کیا تمہارے بھائی جان اتنے ہی دل پھینک

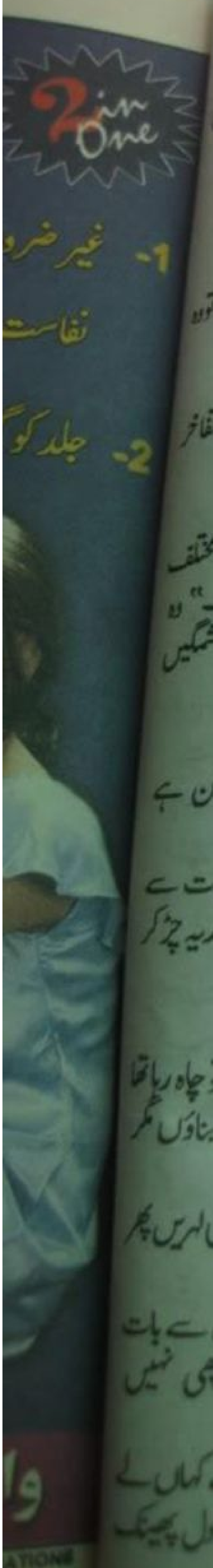

ہیں؟" روشین نے قدرے سنبھل کر حاسن کا دفاع کیا۔

"قطعی نہیں مگر آدمی کو اپنی ذات خوامخواہ "چکروں" میں ملوث نہیں کرنا چاہیے۔" وہ قطعی انداز میں بولی تو عاصم اکتا گیا۔

"اس میں تو کسی فلسفی کی روح گھس گئی ہے۔"

"اب چلیں ناں۔ تصویریں بنائیں۔" نازی کا انداز بھی عاصم جیسا ہی تھا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے خاصے پوز بنا بنا کر ہنسی مزاح کے دوران تصویریں کھنچوائیں۔ وہ لوگ تو پیاری سی تصویریں کھنچوانا چاہ رہی تھیں مگر تصویر کھینچنے کے دوران عاصم ایسی باتیں کرتا کہ ناچار انہیں ہنسنا پڑتا۔

"دیکھ لینا بھائی ہر تصویر میں ہماری بتیسیاں نمایاں ہوں گی۔" سعدیہ نے منہ بسورا تو وہ ہنسا۔

"فوٹو اسٹوڈیو والا سمجھے گا شاید کسی ڈینٹسٹ نے اپنے کلینک میں لگانے کے لیے کھنچوائی ہیں۔"

"چلو عاصم اب چند ایک اچھی تصویریں بھی بنالو۔" روشین کو بھی فکر لگی تھی عاصم نے قہقہہ لگایا۔

"جو اصل شکلیں تھیں وہ انہیں تصویروں میں آئیں گی۔"

"میں سب گنتی جارہی ہوں تمہاری حرکتیں۔" سعدیہ کی دھمکی کارگر رہی تھی۔ عاصم فوراً" مودب ہو گیا۔

"یوں کہو ناکہ تصویر بنوانی ہے۔ کہاں بنواؤ گی پہاڑ پر چڑھ کر یا درخت سے لٹک کر؟"

وہ تینوں ہنس دیں۔

"میرے خیال میں پیٹ کے چوہوں کا کافی امتحان ہو گیا اب ان کی ضیافت کا بندوبست کیا جائے۔" عاصم کیمرے کا کور چڑھاتے ہوئے مسکین انداز میں بولا اب کی بار روشین نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔

واپس پہنچ کر تو ایک بار وہ تینوں ہی ٹھٹکے تھے۔ حمیرا اور حاسن بڑے مزے سے کھانے پینے میں مصروف تھے۔

"آجاؤ بھئی۔" حاسن ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے انہیں دیکھ کر بولا اور اپنا چائے کا مگ اٹھالیا۔ روشین سنبھل کر آگے بڑھی تھی۔

"بہت مزہ آیا ایمان سے' یوں لگ رہا تھا جیسے پہلی بار میں نے کشتی کی سیر کی ہو حالانکہ میں پہلے کئی بار کشتی میں بیٹھ چکی ہوں۔" حمیرا چمکتی آنکھوں سے حاسن کو دیکھتے ہوئے بڑے ناز سے کہہ رہی تھی۔ روشین خاموشی سے عاصم کے لیے چکن سینڈوچز نکالنے لگی۔

"ہوتا ہے کچھ لوگوں کے ساتھ ایسا۔" سعدیہ نے خاصے طنز سے کہا تو حاسن ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"کتنے مزے سے بیٹھ کے کھا پی رہے تھے آپ' اتنا بھی خیال نہیں کیا کہ ہمارا انتظار ہی کر لیتے۔"

"تو کیا ہوا اگر یا کھانا ختم تو نہیں ہو گیا ناں۔" حاسن کی نظروں میں سرزنش تھی مگر وہ باز نہیں آئی۔

"یہ بات نہیں' عاصم کو بھوک لگی تھی بھائی نے کہا کہ سب مل بیٹھ کے کھانا کھائیں گے اور اب آپ نے۔"

"سعدیہ اب تو بڑی ہو جاؤ یار' مجھے بھوک لگی تھی ہم نے کھالیا۔" حمیرا کا انداز بہت محظوظ ہونے والا تھا۔ اس کی "ہم" سب کو تپا گئی۔

اس کے بعد روشین کے حلق سے نیچے کچھ اترا ہی نہیں۔ سعدیہ اور عاصم بھی نیم دلی سے کھا رہے تھے البتہ نازی بے پروا سی تھی اسے ویسے بھی ان باتوں سے مطلب اخذ کرنے نہیں آتے تھے۔ حمیرا سے محو گفتگو حاسن ایک آدھ اچٹتی نگاہ گم صم بیٹھی روشین پر بھی ڈال لیتا تھا۔ ان سب کی خاموشی اسے بہت اچھی طرح محسوس ہو رہی تھی اور وہ لوگ جس طرح حمیرا کو اگنور کر رہے تھے وہ بھی حاسن نوٹ کر رہا تھا اسی لیے وہ اس سے باتیں کر کے کوشش کر رہا تھا کہ اسے احساس نہ ہونے پائے۔ بہرکیف وہ اس کی کزن تھی۔

ان کے کھانے سے فارغ ہوتے ہی حاسن اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی سب میں سے بھی کسی نے مزید وہاں رکنے پر اصرار نہیں کیا اور سب سامان سمیٹ کر وہ

گاڑی میں آ بیٹھے۔ راستے بھر حمیرا ہی بولتی رہی حاسن بھی بیچ میں ایک آدھ بات کر لیتا تھا۔

"میں تو گھر جاتے ہیں دو ڈسپرین کھاؤں گی۔" سعدیہ نے روشین کے کان میں سرگوشی کی تو وہ بدقت تمام مسکرائی۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ پھٹ پڑے۔ ان دونوں پر اتنا چیخے چلائے کہ وہ درست ہو جائیں مگر اس نے خود پر بہت قابو پا رکھا تھا۔

گھر پہنچ کر انہوں نے سکون کا سانس لیا۔

روشین سیدھی بیڈروم کی طرف بڑھی تھی۔ وہ سب لاؤنج ہی میں براجمان ہو گئے۔

"بہت انجوائے کیا آج تمہارے ساتھ۔" حمیرا ان تینوں کی موجودگی کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی تو لحظہ بھر کو حاسن بھی پہلو بدل کر رہ گیا۔

"بھائی جان آپ کو اگر کوئی کام نہ ہو تو ہم کیرم کھیل لیں جا کر۔" سب سے پہلے عاصم اٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی سعدیہ اور نازیہ بھی اٹھ گئیں۔ حاسن قدرے ہچکچایا۔ اس روز بھی وہ اکیلا حمیرا کے ساتھ بیٹھا رہا تھا اور اب بھی وہی سچویشن بن رہی تھی جسے وہ قطعی پسند نہیں کرتا تھا۔

"نہیں کام تو کوئی نہیں مگر تم لوگ ریلیکس تو کر لو پہلے۔"

"اب گھر آ گئے ہیں تو آرام ہی آرام ہے۔"

وہ اچٹتی نگاہ صوفے پر ایزی ہو کر بیٹھی حمیرا پر ڈال کر عام سے انداز میں بولا۔ اس کے ساتھ سعدیہ بھی چلی گئی جبکہ نازی روشین کو بلانے بیڈروم کی طرف بڑھ گئی۔

"میں تو بس اب ریسٹ کروں گی۔"

روشین نے پیار سے اس کے گال تھپتھپائے تھے۔ پھر پوچھنے لگی۔

"کچھ کھانا تو نہیں ہے تم لوگوں کو...؟"

"ابھی اتنا کچھ تو کھایا تھا بھوک نہیں ہے۔ ویسے بھی جو کچھ بچ گیا ہے وہ رات کے لیے کافی ہو گا۔"

وہ کمرے سے نکلتے ہوئے بولی تو روشین گہری سانس لے کر بستر پر گر پڑی۔

"یہ کیسی زندگی گزار رہے ہو تم حاسن؟" حمیرا نے ہمدردی سے اسے دیکھا تو وہ استعجاب سے اس کو دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تمہاری تو کوئی اہمیت ہی نہیں نظر آتی مجھے روشین کی نظروں میں۔" وہ استہزائیہ لہجے میں بولی تو وہ لب بھینچ گیا۔ پھر اطمینان سے پوچھنے لگا۔

"تمہیں کس نے کہا؟"

"ہونہہ... کہنے کی کیا بات ہے۔ اس کا اکھڑا اکھڑا انداز اور ماتھے کے بل ہی یہ سب سمجھانے کو کافی ہیں۔" وہ طنزیہ انداز میں بولی۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔ بس آج کل ذرا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں اس لیے تمہیں یوں محسوس ہوا ہو گا۔"

اندر ہی اندر وہ خود بھی روشین کے رویے پر الجھ رہا تھا مگر اب اس کی طرف سے صفائی پیش کرنا بھی ضروری تھا ورنہ حمیرا تو بات کا بتنگڑ بنانے میں ثانی نہیں رکھتی تھی۔

"تو پھر میرا آنا ناگوار گزرا ہو گا اسے۔ تم نے دیکھا نہیں اتنے دن ہو گئے ہیں مجھے آئے ہوئے اور اس نے کبھی مجھ سے بات تک نہیں کی۔" وہ تیکھے لہجے میں بولی۔

"کم آن حمیرا' یوں مفروضے مت قائم کرو۔ وہ ایسی نہیں ہے۔" حاسن بہت سنجیدگی سے اسے ٹوک گیا تو وہ اندر ہی اندر تلملانے لگی۔

"تم بتاؤ عدنان کب آ رہا ہے اپنے گھر والوں کو لے کر؟" اس نے موضوع بدلنے کی غرض سے بات چھیڑی تو حمیرا نے منہ بنا کر بیزاری کا اظہار کیا۔

"کوئی نہیں آ رہا وہ میں نے منع کر دیا ہے اسے۔"

"وہاٹ...؟" حاسن تو اچھل ہی پڑا۔ "تم نے منع کر دیا مگر کیوں؟"

"اس کی فیملی سے ملی ہوں میں' توبہ اس قدر کنزرویٹو لوگ ہیں کہ کیا بتاؤں۔ ان کی لڑکیاں گھروں میں ایسے چلتی ہیں جیسے روبوٹس ہوں۔ چپ چاپ

سروں پر دوپٹے لیے مشین بنی رہتی ہیں۔ مائی گڈنیس۔" اس نے جیسے جھرجھری لی۔ "تھینکس گاڈ کہ میں شادی سے پہلے ہی اس کی فیملی سے مل لی ورنہ تو میں ماری گئی تھی۔"

"لیکن عدنان، تم لوگ تو ایک دوسرے کو بہت پسند کرتے تھے۔" حاسن واقعی بہت حیران تھا۔

"اس سے کیا ہوتا ہے۔ پسند تو میں تمہیں بھی بہت کرتی ہوں۔" وہ اس کے چہرے کو نظروں کی گرفت میں لے کر آرام سے بولی تو حاسن نے اسے ذرا سا گھورا۔

"تم جو سبب بتا رہی ہو اسے مسترد کرنے کا وہ بالکل بکواس ہے۔ محبت تو صحرا میں پھول کھلا دیتی ہے اور تم نے محض اس کی فیملی کی قدامت پسندی کو بنیاد بنا کر اتنے اچھے انسان کو رد کر دیا۔" حاسن کے سنجیدہ لہجے میں تاسف پنہاں تھا۔ حمیرا نے سر جھٹکا۔

"دنیا بھری پڑی ہے ایسے اچھوں سے۔"

یہی اس کا ہرجائی پن اور ہلکا پن تھا جو حاسن کو شروع ہی سے ناگوار گزرتا تھا اور اس کی اسی عادت نے حاسن کو چار سال پرانی منگنی ختم کرنے پر مجبور کیا تھا بلکہ منگنی نہ کہا جائے تو بہتر ہوگا۔ فقط بڑوں کے درمیان بات طے تھی جسے حاسن نے ختم کرا دیا۔ تب حمیرا کی عبید کاظمی سے دوستی تھی۔ اسمارٹ سا پائلٹ جس کے سامنے حمیرا کو کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا تھا۔ اس کے بعد عدنان اور اب وہ دوبارہ حاسن کی طرف پلٹ رہی تھی۔ یہ اندازہ ابھی حاسن کو نہیں ہوا تھا ورنہ وہ اپنے آپ کو اس قدر التفات سے باز ہی رکھتا۔ وہ محض کزن شپ کے ناتے اسے اہمیت دے رہا تھا۔

"پھر بھی اس میں کوئی خامی نہیں تھی اور تمہارے لیے تو وہ بہت مخلص تھا۔" حاسن قطعی انداز میں بولا تو وہ بڑے دلربا انداز میں مسکرا دی۔

"وہ تو تم بھی ہو۔"

"مگر جذبات و احساسات تو قطعی مختلف ہیں نا۔" وہ بہت سادہ سے انداز میں بولا اور ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کرنے لگا۔

"اب زیادہ بنو مت حاسن میں جانتی ہوں کہ تم میرا کتنا خیال کرتے ہو۔" وہ بڑے ناز سے بولی تو وہ مسکرا دیا۔ حمیرا کا دل بلیوں اچھلنے لگا شکار دام میں آنے کو تھا۔

"پتا نہیں میں نے تمہیں کیسے مس کر دیا۔" اس کے لہجے میں پچھتاوے بول رہے تھے۔ حاسن نے لحظہ بھر کو اسکرین پر سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا اور ہنس دیا۔

"ہمیشہ وہی چیز متاثر کرتی ہے جو پہنچ سے باہر ہو۔ مل جائے تو وہ کشش نہیں رہتی۔"

"تم تو بہت خاص ہو حاسن، پتا نہیں میری عقل پر پتھر کیوں پڑ گئے تھے۔" وہ بہت مایوسی سے کہہ رہی تھی۔

"خاص تو تم بھی بہت ہو مگر تم اپنی قدر نہیں کرتیں جبکہ مجھے اپنی قدر کرانا آتا ہے۔" وہ سکون سے پر لہجے میں بولا تو لاؤنج کی طرف آتی روشین جیسے وہیں گڑ کے رہ گئی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" حمیرا الجھ کر پوچھ رہی تھی۔

"ویری سمپل۔۔ میری بیوی میری قدر کرتی ہے۔ میرے لیے ہنستی ہے، میرے لیے ہر کام کرتی ہے جو میں کہوں جو مجھے پسند ہو۔ تم میں یہ گٹس نہیں، تمہیں دوسروں سے قدر کرانا آتا ہی نہیں کیونکہ تم خود سے آگے کچھ دیکھتی ہی نہیں ہو۔" وہ بڑے تفاخر سے کہہ رہا تھا۔ روشین انہی قدموں پر واپس لوٹ گئی۔

"ہاں تم تو جیسے بڑے طرم خان ہو۔" وہ خفا ہوئی۔

"مائی ڈیئر۔۔ مجھے روشین سے محبت ہے اور جانتی ہو وہ بھی جواباً ویسا ہی رسپانس دیتی ہے۔ اگر میں اس کی قدر نہ کروں تو وہ بھی مجھے ویسی اہمیت نہیں دے گی جیسی میں اسے دیتا ہوں۔" وہ اپنا نظریہ اسے سمجھا رہا تھا۔

"یعنی اسے تم سے محض اس لیے محبت ہے کہ تم اسے محبت کرتے ہو؟" وہ تحیر سے پر لہجے میں بولی تو وہ مسکرایا۔

"آف کورس۔۔ اگر آج وہ مجھ سے محبت کرنا

CamScanner

چھوڑ دے تو کل نہیں تو پرسوں میرا دل بھی اچاٹ ہونے لگے گا۔ میاں بیوی کا رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے، ہر پل، برابر رسپانس چاہیے ہوتا ہے۔ جو اس تعلق میں بیلنس رکھتا ہے اور یہ بات تم میں قطعی نہیں ہے۔"

وہ جو بہت محویت سے اس کو سن رہی تھی برا مان کر بولی۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"ویری سمپل۔ تم کبھی دوسروں کے جذبات و احساسات کی پروا نہیں کرتیں۔ تم خود کی اہمیت تو اجاگر کرتی ہو مگر اہمیت دینے والے کو درخور اعتنا نہیں جانتیں۔ جو تمہاری شخصیت میں سب سے بڑی خامی ہے۔"

وہ بہت سہل اور دوستانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

"صرف اپنے آپ کو اتنی توجہ دو گی۔ خودی کے مینار پر چڑھ کر لوگوں کو دیکھو گی تو بہت جلد تنہا رہ جاؤ گی۔ یہ بلندیاں متاثر تو بہت کرتی ہیں مگر ان پر تنہائی بہت ہوتی ہے کیونکہ ہر کوئی بلندی پر نہیں پہنچ سکتا، اس لیے آپ کو خود نیچے آنا پڑتا ہے۔ جھک کر دوسروں سے ملنا پڑتا ہے اور اس سارے عرصے میں یہ بات ضرور ذہن میں ہونی چاہیے کہ ان سب کو آپ کی نہیں بلکہ آپ کو ان سب کی ضرورت ہے کیونکہ تنہا وہی ہوتا ہے جو بلندی پر ہوتا ہے۔"

وہ کہتے کہتے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اسی زاویے پر بیٹھی تھی۔

"میرے خیال میں اب تم بھی ریسٹ کرو۔ سردی کافی ہو رہی ہے۔"

اسے مشورہ دیتے ہوئے وہ بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا تو وہ جیسے جھرجھری لے کر بیدار ہوئی۔ ایک دم سے اسے یوں لگا جیسے وہ بالکل اکیلی رہ گئی ہو۔ وہ اٹھی ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آف کیا اور بوجھل قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔

وہ کمرے میں پہنچا تو حمیرا سے کی گئی باتوں کا ایک لفظ بھی اس کے ذہن میں نہیں تھا۔ اس وقت تو وہ فقط روشین کا احتساب کرنا چاہتا تھا۔ آؤٹنگ کے دوران بمشکل اس نے اپنا موڈ ٹھیک کیا تھا اور اب وہ پھر سے بے اعتنائی و سرد مہری پر اتر آئی تھی جو حاسن سے تو بالکل بھی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ تکیے سے ٹیک لگائے بستر پر نیم دراز تھی۔ اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر بھی اس کی طرف نظر نہیں کی یونہی سامنے وال فلاور پر نظریں جمائے رہی وہ لب بھینچے کپڑے لے کر باتھ روم میں گھس گیا۔ وہاں سے نکلا تب بھی وہ ہنوز بیٹھی تھی۔ وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟" اس کے اکھڑے لہجے پر روشین نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ اس کی پیشانی پر شکن تھی۔ وہ قدرے توقف سے بولی۔

"مجھے تو کچھ نہیں ہوا۔"

وہ اس کی بات سے جھلکتا خفیف سا طنز پا گیا تحیر سے اسے دیکھنے لگا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ پھر مجھے ہی کچھ ہو گیا ہے۔ میں منہ پھلائے پھر رہا ہوں۔ میں برباد کر رہا ہوں گھر کا سکون؟"

وہ یکدم ہی ہتھے سے اکھڑنے لگا۔ کوئی اور موقع ہوتا تو وہ گھبرا جاتی یا رونے لگتی مگر اب تو وہ جیسے حلق تک بھری ہوئی تھی۔

"میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا۔ آپ کے لیے تو اچھا خاصا ہے گھر کا ماحول اور بہترین کمپنی۔"

"دیکھو یہ کسوٹی والا انداز مجھے بالکل پسند نہیں ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے وہ صاف الفاظ میں کہہ دو۔ مجھے خوامخواہ کا الجھاؤ پسند نہیں۔" وہ سرد لہجے میں بولتا روشین کو بے حد سنگدل لگا۔ اس کا دل بھر آیا۔ یہ وہ حاسن تو نہیں تھا پل پل اس پر نثار ہونے والا۔ ہر وقت ہونٹوں کی تراش میں مسکراہٹ دبائے رکھنے والا۔

"آپ کو تو کچھ بھی پسند نہیں۔" وہ بیزاری سے بولی۔ جی چاہا کہہ دے کہ "میں بھی" مگر وہ کہہ نہیں پائی۔

"مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ کیوں اس طرح بدسلوکی کر رہی ہو؟" اسے طیش میں آتے دیر نہیں لگی۔ روشین کا انداز اس کی انا پر تازیانہ بن کر لگا تھا۔

"مسئلہ میرے ساتھ نہیں آپ کے ساتھ ہے

اس لیے آپ خود سے پوچھیں تو بہتر ہو گا۔" وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

اس قدر بے اعتنائی و بے رخی، حاسن تو گویا پاگل ہو اٹھا۔

"دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا؟"

"اتنا تو ٹھیک ہی ہے کہ لوگوں کے رویئے سمجھ سکوں۔ ان کی فطرت جان سکوں۔" وہ اندر طوفان دبائے بہت اطمینان سے کہہ رہی تھی۔

"اب تم مجھ سے ٹودی پوائنٹ بات کرو گی۔۔۔ کم آن۔" اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے وہ بہت سرد مہری سے بولا تو روشین کو اپنے وجود میں سنسناہٹ دوڑتی محسوس ہوئی۔ آنسوؤں کا گولہ حلق میں پھنس گیا۔ یوں لگا جیسے روز حساب آن پہنچا ہو۔ گناہ و ثواب علیحدہ ہونے والے ہوں جزا و سزا کا فیصلہ سنایا جانے لگا ہو۔

"مجھے کچھ نہیں کہنا۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں بمشکل بولی تو حاسن نے دانت پر دانت جما کر بمشکل اپنا غصہ ضبط کیا۔

"مگر میں آج سب کچھ سننا چاہتا ہوں کون ہے وہ جو ہم دونوں کے درمیان آگیا ہے؟ جس کی وجہ سے تم مجھ سے دور رہنے لگی ہو۔" وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ کتنی ہی دیر کے بعد وہ بولی۔

"آپ یہ سب باتیں رہنے ہی دیں تو بہتر ہے۔"

"روشین! میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" وہ یکلخت بے بسی کے حصار میں گھر گیا۔

"تو اب کون سا کسر رہ گئی ہے باقی۔" اس کی بھیگی آواز اور آنکھوں میں چمکتی نمی لحظہ بھر کو حاسن کو چپ کرا گئی۔

"میں کیا کروں کہ تم مجھے اپنے دل کی بات بتادو؟" وہ بڑے رسان سے پوچھ رہا تھا۔ وہ سر جھکا کر آنکھیں رگڑنے لگی۔

"میں کل گھر جاؤں گی۔" وہ بہت لاتعلق سے انداز میں کہہ رہی تھی۔ وہ لب بھینچے کتنی ہی دیر اسے دیکھتا رہا۔

"کتنے دنوں کے لیے جاؤ گی؟" بے حد سپاٹ انداز میں پوچھا۔

"پتا نہیں۔" وہ نظریں موڑ گئی۔

"یہاں سے کچھ لے کر تو نہیں جاؤ گی؟" عجیب سا لہجہ اور اس سے بھی عجیب بات کی تھی اس نے۔ روشین کو لگا جیسے اس کے حلق میں کچھ پھنسنے لگا ہو، وہ تلخی سے بولی۔

"بے فکر رہیں۔ کچھ نہیں لے جاؤں گی یہاں سے۔"

"تو پھر یہاں کی ہر پریشانی ہر ٹینشن تمہیں میرے حوالے کر کے جانا ہو گی۔" وہ سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اسے جھٹکا سا لگا۔ وہ تو پتا نہیں کیا سمجھ رہی تھی۔

"حاسن پلیز، جب میں اتنی خاموشی سے جا رہی ہوں تو پھر آپ یوں ہلچل مچانے پر کیوں آمادہ ہیں؟" اس کے بے آواز بہتے آنسو حاسن کو سن کر گئے۔

"یہ۔ کیا کہہ رہی ہو تم۔ کہاں جا رہی ہو تم؟"

"آپ، آپ حمیرا سے شادی کیوں نہیں کر لیتے۔" وہ بہت عاجزی سے کہہ رہی تھی۔ حاسن کو نہ اس کا التجائیہ لہجہ یاد رہا اور نہ بہتے آنسو دکھائی دیے۔ اسے تھپڑ رسید کرنے کی بے اختیارانہ خواہش کو بمشکل ضبط کیا تھا اس نے۔

"کیا بکواس ہے یہ؟" وہ غرایا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہوں میں، میں یوں نہیں رہ سکتی واہموں میں گھری۔ ہر پل کچھ ہو نہ جائے کا بوجھ ذہن پر لیے۔"

"تمہارے لہجے میں بے یقینی بول رہی ہے روشین۔" وہ بھنویں اچکا کر تیکھے انداز میں بولا۔

"آپ جو بھی سمجھیں۔" وہ بے دردی سے آنسو بہا رہی تھی۔

"یوں جاہل عورتوں کی طرح آنسو مت بہاؤ، کل میں چھوڑ آؤں گا تمہیں۔"

"میں چلی جاؤں گی۔" اس نے انگلیوں سے آنسو جھٹکے۔ حاسن کا جی چاہا اسے پیٹ ڈالے۔

"تو پھر مجھے مطلع کرنے کی مہربانی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یونہی اٹھ کر چلی جاتیں۔ مجھے بھی کوئی

CamScanner

خاص فرق نہیں پڑتا۔" وہ پھنکارتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا روشین گنگ سی بیٹھی رہ گئی۔

* —— * —— *

اگلے روز وہ خود اسے گھر چھوڑنے گیا۔ روشین کے کہے بغیر وہ اس کے ساتھ اندر آیا تھا اور کتنی ہی دیر سب کے ساتھ بیٹھا رہا۔ روشین کچھ ہی دیر میں بیٹھی پھر بیگ اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ فرح نے جانچتی نظروں سے اس کا اترا ہوا چہرہ اور حاسن کا الجھا ہوا انداز دیکھا تھا۔ حاسن کے جانے کے بعد وہ روشین کے پاس چلی آئی۔

"ہاں بھئی کتنے دنوں کے لیے آئی ہو؟" اس نے تکیہ گود میں رکھتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ کر پوچھا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔

"اب آئی ہوں تو جتنے دن جی چاہے رکھ لینا۔"

"اوہو، لگتا ہے لمبی چھٹیاں دی ہیں اس بار حاسن بھائی نے۔"

"ہوں۔" اس نے اندر ونی طویل سانس باہر نکالی۔ فرح اسے بغور دیکھتے ہوئے قدرے توقف سے بولی۔

"کیا بات ہے فریش نہیں لگ رہیں تم؟"

اس کے کریدنے والے انداز پر وہ کوئی جواب دیے بغیر اٹھی اور بیگ میں سے کپڑے نکال کر الماری میں سیٹ کرنے لگی۔

"روشین کیا بات ہے؟"

"تم اچھی طرح جانتی ہو مجھ سے مت پوچھو کچھ۔"

اس کی رندھی ہوئی آواز اس قدر غیر متوقع تھی کہ فرح بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔ پھر فوراً" تکیہ پرے کر کے اس کی طرف بڑھی۔ بازو سے پکڑ کر اس کا رخ زبردستی اپنی طرف موڑا تو اس کی بھیگی پلکیں اس کا دل لرزا گئیں۔ فوراً" اسے سرزنش کی۔

"کیا بے وقوفی ہے یہ روشین، اگر کوئی مسئلہ ہے تو پلیز صاف بتاؤ۔"

"کیا بتاؤں میں، کیا تم لوگوں کو پتا نہیں تھا کہ کیا ہو گا میرے ساتھ؟" وہ پھٹ پڑی فرح گنگ کھڑی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑا کر بستر پر جا بیٹھی۔

"خدا کے لیے روشین، کیا ہوا ہے بتاؤ اب؟" اس کا دل اندیشوں کی آماج گاہ بننے لگا۔ وہ قدرے روہانسی ہو کر بولی تھی۔

"کچھ بھی نہیں ہوا، میں بس واپس آگئی ہوں بس۔" اس کی آواز حلق میں گھٹ گئی۔ تو فرح نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"بکواس نہیں کرو روشین، ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"کیوں، کیوں نہیں ہو سکتا؟ میں ساری زندگی کسی کی بھیک پر زندہ نہیں رہ سکتی۔ نہیں چاہیے مجھے کسی کی احسان مندی۔" وہ غصے سے سرخ ہو رہی تھی۔

"آخر بتاؤ تو ہوا کیا ہے؟" فرح نے بھی اتنے ہی غصے سے پوچھا تو وہ چپ ہو گئی بس آنسو بہاتی رہی۔

"خدا کے لیے روشین کچھ پھوٹ بھی پڑو۔ ورنہ میں ابو سے بات کرنے لگی ہوں جا کر۔" فرح نے زچ ہو کر کہتے ہوئے اسے دھمکایا تھا۔

"اب کیا کہو گی ان سے، جب میں نے سب کچھ کہا تھا تو اسے میری بے وقوفی کہہ کر انہوں نے ٹال دیا تھا اور اب جب وہی صورت حال سامنے آ رہی ہے تو وہ کیا کر لیں گے۔" وہ طنز و استہزاء سے پر لہجے میں بولی تو فرح نے گہری سانس لی۔

"کیا حاسن بھائی سے لڑائی ہوئی تمہاری؟"

اب کی بار فرح نے قدرے نرمی سے پوچھا تو اس نے ہلکے سے نفی میں سر ہلا دیا۔

"انہوں نے تم سے گھر آنے کو کہا تھا؟"

اب کی بار بھی اس نے نفی میں سر ہلایا تو فرح کو غصہ آنے لگا۔

"یعنی کہ تم نے پھر سے اپنے مفروضے کو بنیاد بنا کر یہ قدم اٹھایا ہے؟"

"مفروضہ نہیں حقیقت اور اتنی بچی کہ پچھلے ایک ہفتے سے میرے سر پر سوار ہے۔" وہ جھلا کر بہت تلخی سے بولی تو فرح نے تحیر میں گھر کر اسے دیکھا۔

"کون ہے؟"

"وہی' ان کی خوبصورت کزن' جس سے منگنی توڑنے کا غم انہیں اب ستا رہا ہے۔" بہت غصے سے کہتے ہوئے اس کی آواز بھرا رہی تھی۔

"حمیرا۔ آئی ڈونٹ بلیو دس" فرح نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"تم لوگوں کو تو بس میرے علاوہ ہر کوئی سچا لگتا ہے۔ اب آ گئی ہوں تو انوسٹی گیشن کرتے رہنا سب۔" وہ غصے سے بولی تو فرح نے تاسف سے سر ہلا کر اسے دیکھا۔

"جتنی محبت حاسن بھائی تم سے کرتے ہیں اس کو دیکھتے ہوئے تو مجھے تم بالکل بھی سچی نہیں لگ رہیں۔" اس کی صاف گوئی سے زیادہ حاسن کے فیور میں بولنا روشین کو سلگا گیا تھا۔

"تو پھر جا کر اس بچے سے پوچھ لو' بشرطیکہ وہ اپنی "خوبصورت کزن" کو لنچ کے لیے نہ لے گیا ہوا تو۔" وہ بھڑک اٹھی' اس کے الفاظ سن کر فرح نے لب بھینچے تھے۔

"خدا کرے کہ یہ سب تمہارا واہمہ ہو' پھر میں بہت ماروں گی تمہیں۔"

اس سے مزید سر پھوڑنا عبث جان کر فرح اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ روشین اب کچھ اور نہیں کہے گی۔ سوائے فشار خون بلند کرنے والی باتوں کے اور فرح اس کی طرح جذباتی اور پل بھر میں کسی کے متعلق رائے قائم کر کے فیصلہ کرنے والی نہیں تھی۔ ہر بات کا دوسرا رخ دیکھنے کے بعد ہی وہ کوئی فیصلہ دیتی تھی۔ یہی وہ خوبی تھی جو اسے سب سے ممتاز کرتی تھی گھر بھر کے مسائل حل کرنے میں وہ ہر پل آگے رہتی تھی اور واقعی اس کے مشورے ایسے ہوتے کہ سبھی اس سے دل کی بات کہہ کر تسلی محسوس کرتے تھے مگر یہ روشین ہی تھی جو چکنی مچھلی کی طرح ہر بار اس کے ہاتھوں سے پھسل جاتی تھی۔ محض اپنی بے پناہ جذباتی طبیعت اور خوامخواہ کے کمپلیکس کی وجہ سے۔

فرح کا خیال تھا کہ روشین کو اپنی شکل و صورت کا کمپلیکس نہیں ہے بلکہ اس کے ابو کا رویہ اور غلط عمل اس کے دل و دماغ میں خوف بن کر جم گیا ہے۔ جبکہ روشین خود کو برحق سمجھتی تھی اور اسی جذباتی پن میں وہ اس قدر چاہنے والے شوہر کو ذہنی و جذباتی دھچکا پہنچا کر اپنی طرف سے ہمیشہ کے لیے آ گئی تھی۔ وہ کبھی بھی نہیں مانتی تھی کہ اس کے دل میں ماں کے ساتھ ہونے والے طلاق کے حادثے کا خوف ہے اس کا موقف ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ خوبصورت مرد عام شکل و صورت کی لڑکیوں کے ساتھ کبھی بھی محبت اور دلی رضا مندی سے نہیں نبھا کرتے بلکہ وہ انہیں پردہ بنا کر پس پردہ اپنی "ایکٹی ویٹیز" کو جاری رکھتے ہیں۔

"اب خدا کے لیے اپنی زبان بند ہی رکھنا فی الحال" فرح نے اسے تنبیہہ کی تو وہ چلا اٹھی۔

"مجھے کوئی ضرورت نہیں ہر کسی کے آگے رونے کی۔ جب ہفتہ دس دن گزریں گے تو خود ہی سب کے ہوش ٹھکانے آ جائیں گے۔"

فرح ناگواری سے اسے دیکھتے ہوئے کمرے سے نکل گئی تو اسے رونا آنے لگا۔

* * *

"السلام علیکم غازی بھائی۔" صبح صبح وہ فریش سی اس کے سامنے موجود تھی۔ تپائی پر پاؤں رکھے جھک کر جاگرز کے تسمے کستا وہ قدرے خوشگوار سی حیرت کے ساتھ اسے دیکھنے لگا۔

"وعلیکم السلام۔ خیریت؟" وہ بے ساختہ پوچھ گیا تو وہ مسکراہٹ دباتی آگے بڑھ کر کھڑکی کا پردہ ہٹانے لگی۔

"آتے ہی تو آپ پر سلامتی بھیجی ہے اس سے بڑھ کر بھلا خیریت اور کیا ہو گی۔" غازی کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ پھیل گئی وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر سیدھا ہوا۔

"چلو بتا دو کیا کام ہے؟" اس کا انداز پچکارنے والا تھا' کمبل تہہ کرتے ہوئے فرح نے مصنوعی خفگی سے اسے گھور کر دیکھا۔

"آپ کا کیا خیال ہے میں کسی کام کے لیے سلام

CamScanner

کرنے آئی تھی۔ اتنا مطلبی سمجھتے ہیں آپ مجھے۔"

"ارے میری کیا مجال جو میں کچھ غلط سمجھوں۔ پھر بھی تم بتا دیتیں تو میری تسلی ہو جاتی۔"

وہ بالوں میں برش کرتے ہوئے آئینے میں اسے دیکھتا بہت شرارت سے کہہ رہا تھا۔ فرح نے بمشکل اپنی ہنسی روکی مگر پھر بھی اس کی یہ کوشش ہلکی سی بے ساختہ مسکراہٹ کی صورت اس کے ہونٹوں پر پھیل ہی گئی۔

"ایمان سے غازی بھائی آپ بہت خراب ہیں۔"

"اب تو یقین ہو چلا ہے کہ "برے ہم ہیں دوستو" کیونکہ دن میں جانے کتنی ہی بار تم مجھے میری خرابی کا طعنہ دیتی ہو۔" وہ اس کی طرف مڑا اور خوش گوار سے انداز میں بولا۔

"آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔" وہ قدرے ہچکچائی تو غازی نے استعجاب سے اسے دیکھا۔

"خیریت؟" بے اختیار ہی وہ پوچھ گیا تو وہ قدرے جھنجلا گئی۔

"آخر آپ کو یقین کیوں نہیں آرہا کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب چاہتی ہوں۔"

"تھینک گاڈ، ہمارے بھی کوئی چاہنے والا پیدا ہوا۔" اس کے برجستہ انداز پر وہ سرخ پڑ گئی۔ واحد غازی تھا اس گھر میں جو اس کا آگے سے بولنا محال کر دیتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ابھی آپ سنجیدہ نہیں ہیں۔" وہ بمشکل خفگی کا اظہار کرتی باہر جانے لگی تو وہ اس کی راہ میں حائل ہو گیا۔

"میں تو جانے کب سے سنجیدہ ہوں، تمہی ہر بار بات بدل جاتی ہو۔"

اس کا حد درجہ معنی خیز انداز فرح کو کنفیوز کرنے لگا۔ اپنی یہ مغلوب و بے بس سی کیفیت اسے ہمیشہ زہر لگتی تھی۔ اس کا جی چاہتا کہ ہر کسی کی طرح وہ غازی کی بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے جواب دے مگر پتا نہیں کیوں وہ ایسا نہیں کر پائی تھی۔ وہ اسے نظر انداز کرتی سائیڈ سے ہو کر نکلنے لگی تب غازی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ یہ حرکت اس سے بے ساختگی میں سرزد ہوئی تھی۔ فرح نے بے حد استعجاب سے اسے دیکھا تو وہ خفیف سا ہو کر اس کا ہاتھ چھوڑ گیا۔

"یوں نہیں جاؤ گی تم، پہلے اپنی بات مکمل کرو۔" وہ فوراً سنجیدہ ہوا تو وہ بھی اسے ٹریک پر آتے دیکھ کر مطمئن ہو گئی۔

"دراصل میں چاہ رہی تھی کہ آج آپ عالیہ کو پہلے کالج ڈراپ کریں کیونکہ مجھے آج یونیورسٹی نہیں جانا۔"

غازی نے استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھا تو وہ ہلکے سے مسکرائی۔

"آپ کے ساتھ تو جاؤں گی مگر یونیورسٹی نہیں۔"

"کیا تم یہ چاہتی ہو کہ تمہارے ہر جملے کے بعد میں تم سے منکر نکیر کی طرح سوال جواب کروں؟" اس کے اندر کھدبد مچی تھی مگر وہ بہت رسان سے پوچھ رہا تھا۔ فرح کو اس کی بات پر ہنسی آ گئی۔

"پہلے آپ وعدہ کریں کہ میری بات مانیں گے۔" اس نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پہلے اسے پکا کرنا چاہا تو وہ قدرے گھور کر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"تمہیں پتا ہے کہ میں اپنے وعدے سے نہیں مکروں گا؟"

"بالکل۔" فرح نے فوراً اثبات میں سر ہلایا تو وہ آرام سے بولا۔

"تو پھر اب بغیر رکے جو کہنا ہے کہہ ڈالو کیونکہ میں بہت جلدی میں ہوں۔" اس کے انداز پر وہ اسے گھورتے ہوئے کہنے لگی۔

"دراصل میں حاسن بھائی کے ہاں جانا چاہ رہی ہوں۔"

"واٹ۔۔۔؟" غازی بے تحاشا حیران ہوا۔ "وہاں کیا کرنے جاؤ گی روشین تو یہاں ہے۔"

"اسی لیے تو جا رہی ہوں۔" وہ گہری سانس لے کر بولی تو وہ ٹٹولتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کچھ گڑبڑ ہے کیا؟"

"کچھ نہیں، بہت کچھ گڑبڑ کی ہے اس نے۔"
"لڑ کے آئی ہے کیا؟" اس کی پیشانی شکن آلود ہو رہی تھی۔
"پتا نہیں۔" فرح نے شانے اچکائے۔ "وہ تو کچھ بتانے پر راضی ہی نہیں۔"
"پھوپو سے کیا کہا اس نے؟" وہ تیوری چڑھائے پوچھ رہا تھا۔
"اس نے کسی سے بھی کچھ نہیں کہا۔"
"اور یہ بھی اس سے ممی نے کہا ہو گا۔" اس کے اطمینان بھرے انداز پر غازی بہت چڑ کر بولا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"اب تم کیا کرو گی؟"
"میں حاسن بھائی سے بات کروں گی۔ جو کچھ مجھے پتا ہے اس کی تصدیق کروں گی۔ اس کے بعد اگر محسوس ہوا کہ بات میرے بس سے باہر ہے تب پھر میں پھوپو یا تایا جان سے بات کروں گی۔" وہ اسے تسلی دیتے ہوئے بولی تو وہ اسے دیکھنے لگا۔
"میں بہت ڈر رہا ہوں فری۔" قدرے توقف کے بعد وہ آہستگی سے بولا تو وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔
"روشین سے؟"
"نہیں، تم سے۔" وہ گہری سانس لے کر بولا تو وہ اور الجھی۔
"مجھ سے، وہ کیوں؟"
"تم جو ہر ایک کا مسئلہ یوں سر پر سوار کرنے کے بعد حل کرتی ہو کہیں میرے ساتھ زیادتی نہ کر جاؤ۔"
"میں اب بھی نہیں سمجھی۔"
"مطلب یہ کہ تمہارا فیصلہ بہت مانا جاتا ہے گھر میں، تم تو مجھے ریجیکٹ بھی کر دو گی تو دوسرا بندہ تم سے ریزن نہیں مانگے گا۔" وہ شانے اچکا کر بہت صاف گوئی سے بولا تو وہ جو استفہامیہ انداز میں اسے کو دیکھ رہی تھی سٹپٹا گئی۔
"ایک تو آپ۔"
"بہت خراب ہیں۔" اس نے بہت شرارت سے اس کی بات مکمل کی تو وہ سر جھٹکتی باہر نکلنے لگی۔ وہ جلدی سے بولا۔
"دیکھو میں آ رہا ہوں۔ ذرا ایک فائل لے لوں۔"
عالیہ کو کالج ڈراپ کرنے کے بعد اس نے گاڑی کا رخ بدلا۔
"حاسن تو اس وقت بینک میں ہو گا۔" غازی نے ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالتے ہوئے بات شروع کی تو وہ مسکرائی۔
"گھر پر ہی ہوں گے۔ میں نے فون پر ان سے بات کی تھی۔"
"ایک تو میں تمہاری عقلمندی سے بہت عاجز ہوں۔ یار کبھی کوئی بے وقوفی کی بات بھی کر جایا کرو۔ ہر وقت سقراط بقراط بنی رہتی ہو۔"
"ضروری تو نہیں کہ ہر کوئی آپ کا آئیڈیل ہو۔" وہ شانے اچکا کر شرارت سے بولی مگر انداز بے پروائی سے بھرپور تھا۔ غازی نے نظر بھر کر اسے دیکھا اور پھر ونڈ اسکرین کے پار نظریں جما دیں۔
"ہر کوئی تو میری طلب میں بھی نہیں فری، تمہارے لیے تو میں یہ خواہش کر سکتا ہوں ناں؟" وہ بے حد سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔
"بس بس۔ یہیں روک دیں۔" وہ اس کی بات ان سنی کر کے چلائی تو وہ دانت پیس کر رہ گیا۔
"تم بس ساری دنیا کے مسئلے حل کرتے ہوئے مر جانا۔"
گیٹ کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے وہ جل کر بولا تو وہ ہنستی ہوئی نیچے اتر گئی پھر کھڑکی میں جھکی۔
"آپ کدھر جا رہے ہیں؟ نیچے اتریے۔"
"میں کیا کروں گا یہاں؟" وہ خفا خفا سا بولا۔
"شکر ہے کہ میں عقلمند ہوں۔" وہ فوراً بولی۔
"اب میں اکیلی تو ان سے بات نہیں کر سکتی نا۔" ساتھ ہی مجبوری بھی ظاہر کی تو وہ چند لمحے اس کی بات پر غور کرنے کے بعد بولا۔
"اچھا پھر بیل بجاؤ۔"
فرح نے فرمانبرداری سے حکم کی تعمیل تھی۔ چند

CS CamScanner

لمحوں کے بعد حاسن گیٹ کھولے روبرو تھا۔ فرح نے خوش دلی سے سلام جھاڑا۔ غازی گاڑی پورچ میں لے آیا۔ حاسن بہت تپاک سے مل رہا تھا۔

وہ لوگ لاؤنج میں چلے آئے۔

"زحمت تو ہوگی مگر چائے تمہیں خود ہی بنانی پڑے گی۔" حاسن نے فرح سے کہا تو وہ ہنسی۔

"مگر میں اس وقت زحمت کے موڈ میں قطعی نہیں ہوں کیونکہ ابھی ہم ناشتا کرکے آرہے ہیں۔"

"پھر بھی فری۔ یہاں آئے ہیں اگر چائے نہ پی تو حاسن کا دل ٹوٹ جائے گا کیوں بھئی سچ کہہ رہا ہوں نا؟" غازی کے شرارتی انداز کی حاسن نے بھی بھرپور تائید کی تو وہ ان دونوں کو گھورتی کچن میں چلی گئی۔ بمشکل چینی پتی کے ڈبے ڈھونڈ کر فریج میں سے دودھ برآمد کرکے اس نے چائے بنائی اور دو مگوں میں ڈال کر لاؤنج میں آگئی۔

"یہ لیجئے، امید ہے کہ اب آپ لوگوں کے دلوں میں ضرور ٹھنڈ پڑجائے گی۔"

اس کے جلے کٹے انداز پر وہ دونوں ہنسے تھے۔

"بھئی ایسا نہ ہو کہ پی کر ہم ٹھنڈے ہوجائیں۔" غازی نے بغور مگ میں جھانکتے ہوئے کہا تو وہ اسے گھورنے لگی۔

"ویسے چائے بنانے میں تو فرح کی شاگردی اختیار کرنی چاہئے۔" حاسن نے گھونٹ بھرتے ہی توصیفی انداز میں کہا تو وہ تفاخر سے گردن اکڑا کر غازی کو دیکھنے لگی اس نے ایسے منہ بنایا جیسے بمشکل ہنسی روکی ہو۔ وہ تلملا کر رہ گئی۔

کتنی ہی دیر خوش گپیوں میں گزارنے کے بعد غازی نے اسے خفیف سا اشارہ کیا تو وہ ذرا سنبھل کر بیٹھی۔

"آپ تو جیسے ہمارے گھر کا رستہ ہی بھول گئے ہیں حاسن بھائی۔" اس کے شکوے پر وہ خفیف سا مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"اور روشین ادھر کا راستہ بھول گئی ہے۔ کیا یہ بھی غلط ہے؟" اس کا حملہ بہت اچانک تھا وہ یکلخت چپ ہوگیا۔ غازی بہت خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔

"میں تو خود ابھی تک بے یقینی کے حصار میں گھرا ہوں فرح، میں کیا کہوں؟" وہ بہت سنجیدگی سے بولا تو فرح قدرے سوچنے کے بعد گویا ہوئی۔

"وہ بھی بہت ڈسٹرب ہے، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی ہیلپ کرسکتی ہوں۔ بشرطیکہ آپ مجھے تمام بات کلیئر کردیں تو۔" اس کے "گھماؤ پھراؤ" پر غازی نے بے اختیارانہ پرستائش نگاہ سے اسے دیکھا۔

"مجھے روشین نے بہت مایوس کیا ہے اس کی وجہ سے گھر میں سب ڈسٹرب ہیں اوپر سے سارا الزام بھی مجھی پر آرہا ہے۔" وہ سرخ چہرہ لیے کہہ رہا تھا۔ فرح کو اس کی قوت برداشت کا اندازہ ہورہا تھا۔

"وہ بہت اچھی ہے حاسن بھائی، بس تھوڑی سی سائیکلوجیکل پرابلم ہے اس کے ساتھ۔" فرح نے بہت سنبھل کر بات شروع کی تو وہ استعجاب سے اسے دیکھنے لگا تو اس نے فوراً وضاحت کی۔

"آئی مین وہ شدید قسم کے کمپلیکس کا شکار ہے۔"

"میں سمجھا نہیں....."

"ہمارے پھوپا جان یعنی روشین کے والد بہت حسن پرست تھے۔ پتا نہیں کیسے انہوں نے مارے باندھے پھوپو سے شادی تو کرلی مگر نبھا نہیں کرسکے۔ روشین تب بہت چھوٹی تھی جب پھوپو کو طلاق ہوگئی۔ کیونکہ ان کے پاس حسن کا وہ پیمانہ نہیں تھا جو پھوپا جان چاہتے تھے اور پھر پتا نہیں کب اور کیسے روشین کے دل میں یہ وہم بیٹھ گیا کہ کوئی بھی خوبصورت مرد کسی عام شکل وصورت کی لڑکی کے ساتھ مخلص نہیں ہوسکتا کیونکہ پھوپو کو طلاق دینے کے بعد پھوپا جان نے بہت خوب صورت عورت سے شادی کرلی تھی۔ اب روشین کے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ وہ پھوپا جان کے کیے کو ہر خوبصورت مرد پر اپلائی کرتی ہے۔ بس اسی وجہ سے یہ ساری گڑبڑ ہورہی ہے۔"

CamScanner

فرح نے مختصر اور محتاط الفاظ میں وجہ بتائی تو اس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

"تو گویا اس نے کبھی مجھ پر اعتبار کیا ہی نہیں؟" حاسن کے لہجے سے تاسف جھلک رہا تھا۔ فرح نے جلدی سے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ وہ ہر وقت ان احساسات کے زیر اثر نہیں رہتی بس کبھی کبھار اس کا یہ خوف یا کمپلیکس جو چاہے کہہ لیں ابھر آتا ہے۔ تب وہ محض دل ہی کی مانتی ہے' دماغ کو چھٹی کرا دیتی ہے۔"

اس کی توجیہہ حاسن کے دل کو لگی تب کہیں اسے سکون ملا مگر اس کے ساتھ ہی اس کے سامنے جیسے ہر گرہ کھلتی چلی گئی۔

"اچھا۔" وہ بے اختیار سیدھا ہو بیٹھا۔ "تو یہ وجہ تھی پچھلے ایک ہفتے سے جو اسے دورے پڑ رہے تھے۔"

"وہ بھی یہی کہہ رہی تھی کہ ہفتہ بھر سے کوئی اس کے سر پر سوار ہے۔" فرح نے بے ساختہ کہا تو وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

"حمیرا کی بات کر رہی ہو گی وہ' وہ یہاں رہنے کے لیے آئی تھی آج ہی واپس لوٹی ہے۔"

"دراصل' اس سے پہلے بھی وہ حمیرا کی وجہ سے کچھ ڈسٹرب سی تھی۔" فرح نے قدرے جھجک کر کہا تو اس کی آنکھوں میں حیرت سی بھر گئی۔

"ڈونٹ ٹیل می فرح' وہ کیوں ڈسٹرب تھی؟ کیا میں اتنا ہی بھٹکا ہوا ہوں اور اس نے کب میرے کردار میں کوئی خامی دیکھ لی جو وہ ڈسٹرب ہو گئی؟" وہ بہت تلخ ہو رہا تھا۔ فرح منمنائی۔

"آپ ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچیں' میں نے اس کے اس رویئے کی وجہ آپ کو سب سے پہلے اسی لیے بتا دی تھی۔"

"وہ سب اپنی جگہ مگر۔" وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"اب یہ میں تو نہیں جانتی کہ آپ دونوں کے درمیان اتنی بے یقینی کی فضا کیوں ہے۔ میں تو صرف یہ جانتی ہوں کہ آپ شاید حمیرا کو۔" وہ اس کی طرف دیکھتی جملہ ادھورا چھوڑ گئی تو وہ سلگ اٹھا۔

"ایک تو آپ دونوں ذہین بہت ہیں۔ وہ محترمہ جاتے ہوئے مجھے فری ہینڈ دے گئی ہیں کہ میں حمیرا سے شادی کر لوں لاحول ولا قوۃ۔"

"ہیں' کیا واقعی؟" وہ اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔

"ذہن میں نہیں رہا ورنہ یہ اجازت نامہ ریکارڈ ضرور کر لیتا۔" وہ بہت تحمل سے کہہ رہا تھا۔ اتنے سنجیدہ ماحول میں بھی غازی کو ہنسی آنے لگی۔

"کوئی وجہ تو ہو گی اس کی' اس بات کے پیچھے۔" فرح نے بہت احتیاط سے بات آگے بڑھائی تو وہ شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کم از کم تم تو اس کی کزن ہونے کا ثبوت پیش نہ کرو۔"

"شاید آپ کی اور آپ کی کزن کی بے تکلفی اسے پسند نہ ہو۔" فرح نے اندازہ لگنے والے انداز میں کہا تو یکلخت اس کا چہرہ تپ گیا۔

"وہ میری کزن ہے اور اس ناتے میں اس سے کتنا بے تکلف ہو سکتا ہوں وہ میں جانتا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ روشین اس قدر نیرو مائنڈڈ ہے۔ کیا شادی کے بعد سب کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اپنی کزنز سے بات نہیں کرنی چاہیے۔ میں پہلے بھی اسے گفٹ دیتا تھا' اس کو لنچ کرانے لے جاتا تھا کیونکہ وہ میری کزن ہے۔ کیا روشین کو اب غازی یا حمزہ کے ساتھ کہیں نہیں جانا چاہیے' ان کے ساتھ ہنسنا بولنا چھوڑ دینا چاہیے؟"

وہ بہت تند و تیز لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ فرح ہکابکا رہ گئی وہ تو جیسے آتش فشاں کو چھیڑ بیٹھی تھی۔

"مجھے بہت افسوس ہوا ہے اس کی ذہنیت پر' اتنا عرصہ میرے ساتھ گزار کر بھی وہ مجھے سمجھ نہیں پائی۔ اس گھر میں اسے بہت اہمیت' بہت پیار دیا گیا ہے پھر بھی پتا نہیں کیوں اس کا کمپلیکس ختم نہیں ہوا۔ اب مجھے سمجھ آ رہی ہے کہ جب میں اس کی تعریف کرتا تھا تو وہ دوسری عورتوں کو درمیان میں کیوں گھسیٹ لاتی تھی۔ شرم آ رہی ہے مجھے خود سے وہ صرف یہ چیک کرتی تھی کہ میں باقی سب کو کتنے غور سے دیکھتا ہوں یا

نہیں میں کیوں نہیں سمجھ پایا۔" وہ بہت تلخ ہو رہا تھا۔ فرح نے تھوک نگل کر خشک ہوتا حلق تر کیا۔ روشین کی بے وقوفیاں تو اب سامنے آئی تھیں۔

"یقین مانو فرح میں نے یا گھر میں کبھی کسی اور نے اسے کبھی ایسی کوئی بات نہیں کہی جس سے وہ ہرٹ ہوئی ہو، پھر بھی اس نے ہم سب کو ہرٹ کیا۔"

"لیکن آپ تو اس سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو پھر۔" وہ اٹکی اور اسے دیکھنے لگی کتنی ہی دیر وہ خاموش بیٹھا رہا۔

"مجھے بہت افسوس ہے کہ میں اسے وہ اعتماد اور وہ یقین نہیں دے پایا کہ وہ میرے ساتھ مطمئن رہ سکتی۔"

"آپ کا کوئی قصور نہیں اس میں، سارا قصور اس بے ہودہ لڑکی کا ہے۔" فرح کو یکلخت ہی روشین پر غصہ آنے لگا۔

"میرے خیال میں اب ہیڈ لائن تو مل ہی چکی ہے اب باقی سب تم روشین سے ڈسکس کیوں نہیں کر لیتے۔" غازی نے بہت سوچ کر گفتگو میں حصہ لیا تھا۔ حاسن چہرہ موڑے اسے دیکھنے لگا۔

"ہم لوگ تو اپنے مفروضے ہی بیان کر سکتے ہیں۔ صحیح بات تو وہی کر سکتی ہے۔" فرح نے بھی فوراً غازی کی تائید کی تھی۔ حاسن کی خاموشی اس کی نیم رضامندی کو ظاہر کر رہی تھی۔ یوں بھی وہ روشین کے رویے کی وجہ سے جتنا ہرٹ ہوا تھا اور ابھی بھی جن بدگمانیوں میں گھرا تھا ان کا تذکرہ وہ کسی تیسرے سے نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"کیا اسے علم ہے کہ تم لوگ یہاں آئے ہو؟" پر سوچ انداز میں پوچھا۔ فرح نے فی الفور نفی میں سر ہلا دیا۔

"او کے۔" اس نے گہری سانس کھینچتے ہوئے کہا۔ "پھر اسے بتانا بھی نہیں۔"

"تو کیا میں سمجھوں کہ آپ اس مسئلے کو بہت احتیاط اور ٹھنڈے دل و دماغ سے ہینڈل کریں گے؟" فرح اس پاگل لڑکی کی محبت سے مجبور بہت آس سے بولی تو حاسن کے لبوں کو بے اختیار مسکراہٹ چھو گئی مگر اگلے ہی پل وہ پھر سنجیدہ ہو گیا۔

"وہ بہت سی باتوں کے لیے میرے آگے جواب دہ ہے فرح، میں وضاحت تو ضرور طلب کروں گا اس سے۔ اب یہ اس پر ڈیپینڈ کرتا ہے کہ وہ مجھے کتنا مطمئن کرتی ہے اور کس طرح۔" وہ بہت سنجیدگی سے اٹل انداز میں کہہ رہا تھا۔

"لیکن۔۔۔" فرح نے اپنے دلائل کے ٹوکرے میں سے پھر کچھ نکالنا چاہا تبھی غازی اسے گھورتے ہوئے بات کاٹ گیا۔

"ویری ویل حاسن، اس سارے معاملے میں سارا قصور اسی کا ہے۔ وہ یقیناً" جواب دہ ہے تمہارے آگے۔"

"خوامخواہ وہ کیوں ذمہ دار ہے سارے معاملے کی۔" فرح تڑپ اٹھی۔ "ہاں تھوڑی سی جذباتی اور بے وقوف ہے بس۔"

اتنی انوکھی تعریف پر بے ساختہ ہنستے ہوئے غازی اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہاری یہ بات سند کے طور پر بھی رکھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ تم یہ راز نادانی میں اس کے شوہر کے سامنے کھول رہی ہو۔"

غازی کی بات پر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ بھی خجل سی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"حاسن بھائی پلیز اس کی سائیکی کو ذہن میں رکھیے گا۔" نکلتے نکلتے اس نے ایک بار پھر بہت ملتجیانہ لہجے میں کہا تو وہ اس کا سر تھپکتے ہوئے بے ساختہ مسکرا دیا۔

"آ گیا اب چین۔۔۔؟" گاڑی روڈ پر لاتے ہی غازی نے چھیڑنے والے انداز میں پوچھا تو وہ خفگی سے اسے دیکھ کر پھر کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی۔

"مجھ سے کیا خطا ہو گئی میری سرکار؟" وہ لب دبائے بڑی شرارت سے پوچھ رہا تھا۔

"میں آپ سے کچھ نہیں کہہ رہی۔" وہ تلخی سے بولی۔ غازی نے ایک نظر اس پر ڈالی۔

"اسی لیے تو پوچھ رہا ہوں کہ خفا کیوں ہو؟"

خواتین کیلئے 21 ویں صدی کا حسین
ماہنامہ ارم کراچی
جولائی کا شمارہ شائع ہوگیا
نگہت عبداللہ کا مدتوں یاد رہنے والا
شام کا پہلا ستارہ
رخ چوہدری کا دلوں کو چھو لینے وا
وحشت دل
عمیرہ احمد کا منفرد لب ولہجہ میں لک
آؤ باتیں کریں
سعدیہ عزیز آفریدی کا ایک دلکش
سوروپ محبت
ناصرہ فیضی کا تلخ حقیقتوں سے
دست بے طلب
راحت جبیں کا اجالوں جیسا
اک اجالا خواب
ملک کی معروف خواتین قلمکاروں کی
سے مزین ایک منفرد جریدہ اس ما
چھو لینے والی ایک ایسا ماہنامہ جس
ماہ سرورق کی شخصیت سے ملاقا
ساتھی سے ملاقات فلمی دنیا کے
اور ہالی ووڈ کی تازہ بہ تازہ خبر
پرچہ نہ ملنے کی صورت میں دفتر
تازہ شمارہ آج ہی اپنے قریبی
احمد چیمبرز اکبر ٹاور

"آپ نے مجھے اچھی طرح بات کیوں نہیں کرنے دی۔ کچھ تو غلط فہمیاں دور ہوجاتیں۔"

"گھمنڈ سے زیادہ ہوگیا ہے تم مسلسل بحث کررہی تھیں اور میں فقط جیلس ہورہا تھا۔ کاش کہ کبھی مجھ سے بھی اتنے "دل" سے باتیں کرو۔" وہ بات کو کہاں سے کہاں لے گیا تھا۔

"آپ کبھی نہیں سدھر سکتے۔" وہ زچ آگئی۔

"امید پر دنیا قائم ہے ڈیئر' ایک نجومی نے کہا ہے کہ شادی کے بعد میرے ننانوے فیصد سدھرنے کی امید ہیں۔" وہ بے اختیار ہنسا تھا۔

"تو پھر خدا کے لیے کر لیجئے شادی۔" وہ اکتا کر بولی تو اس نے فوراً پوچھا۔

"تم راضی ہو؟"

"ہاں۔ بالکل۔" جس قدر برجستگی سے اس نے پوچھا تھا اسی روانی میں وہ کہہ گئی پھر اس کے محظوظ کن قہقہے پر خفیف سی سرخ چہرہ لیے وضاحت کرنے لگی۔

"میں کہہ رہی تھی کہ میں لڑکی ڈھونڈنے کے لیے راضی ہوں۔ آپ تو خوامخواہ۔" دل کی دھڑکنوں کا مدھر سا شور دباتی وہ خفا ہورہی تھی۔

"تمہیں اتنے تردد کی کوئی ضرورت نہیں۔ لڑکی میں ڈھونڈ چکا ہوں۔" وہ بہت سکون سے کہہ رہا تھا۔ پھر یک مرر اس کے چہرے پر سیٹ کرتے ہوئے بولا۔

"یہ دیکھو کیسی ہے؟"

"اچھی ہے۔" وہ سر اٹھائے بغیر بولی۔ اپنی بے وقوفی پر شرم آرہی تھی غازی ہنسا۔

"جیلس تو نہ ہو' صرف اچھی؟"

"نہیں' بہت اچھی ہے۔" طعنہ برداشت نہ ہوا تو فی الفور چہرہ اٹھا کر بہت یقین سے کہا۔ تبھی نظر آئینے پر پڑی تو ٹھٹک گئی۔ چہرے پر خفت کی سرخی پھیل گئی بہت خاموشی سے وہ دوسری طرف منہ کرکے بیٹھ گئی۔ وہ کبھی کبھار ہی یوں بے بسی کا شکار ہوتی تھی اس لیے غازی بہت لطف لے رہا تھا۔

"شکر ہے تم نے اپروو کردیا۔ اب جاتے ہی امی سے بات کروں گا۔ سفارش کروگی نا؟" وہ بہت شرارت

سے پوچھ رہا تھا اور دوسروں کے مقدمے لڑنے والی اس
سے شرمائی، جھنجلائی سرخ چہرہ لیے بیٹھی رہ گئی۔
گاڑی یونیورسٹی کے سامنے آئی تو وہ حیران سی ا
سے دیکھنے لگی۔

"پھر کیوں نہیں؟"

"کیونکہ فی الحال اسکینڈل افورڈ نہیں کر سکتا۔"

وہ طمانیت سے بولا تو اسے گھورتی بیگ اور فائل سنبھالتی وہ گاڑی سے اتر گئی کہ گھر سے تو واقعی وہ یونیورسٹی کے لیے ہی نکلی تھی۔

"لینے بھی آؤں۔۔۔؟"

"ویسے اتنی اچھی شکل تو نہیں آپ کی کہ دو ٹائم دیکھی جائے مگر مجبوری ہے آجائیے گا۔" وہ اس کی تمام چھیڑ چھاڑ کا بڑے اطمینان سے جواب دے گئی تھی۔ وہ بے ساختہ ہنستے ہوئے گاڑی ریورس کرنے لگا۔

* —— * —— *

"روشین! حاسن بھائی آئے ہیں۔" دروازے سے اندر چہرہ کر کے عالیہ نے گویا اطلاع عام کی اور پھر غائب ہو گئی۔ اس کی دھڑکنوں میں ایک دم سے انتشار پھیلا تھا۔

تو کیا یوم احتساب۔۔۔؟
یا فیصلے کی گھڑی؟

وہ زرد ہونے لگی۔ بے اختیار ہی بیڈ شیٹ مٹھیوں میں دبوچ لی۔ حالانکہ اس نے جب بھی اس مسئلے سے متعلق سوچا رزلٹ ہمیشہ یہی سوچا تھا مگر اب

اب یہ بدن مٹی کیوں ہو رہا ہے؟
پریشانی و پشیمانی رگ جاں کا حصہ کیوں بن رہی ہیں؟

حاسن کمرے میں آیا تو وہ یونہی بے جان سے انداز میں بیٹھی تھی۔ چند لمحے وہ کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ وہ اس کی موجودگی سے بے خبر لگ رہی تھی۔ وہ ذرا سا کھنکار کر آگے بڑھا تو وہ چونک گئی۔ اس کی آنکھوں کی سرخی حاسن سے پوشیدہ نہیں رہ سکی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ تم یہاں آ کر اتنی خوش رہو گی۔" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے تلخ ہوئے لہجے میں کہتا وہ کہیں سے بھی تو محبتیں نچھاور کرنے والا نہیں لگ رہا تھا۔

حاسن

"لیکن مجھے پتا تھا کہ میرے بغیر آپ خاصے سکون سے رہیں گے اسی لیے تو یہاں آ گئی۔" اس نے بھی مروت سے کام نہیں لیا مگر آواز سے جھلکتی نمی کو وہ کسی طور بھی چھپا نہیں پائی۔ وہ بے اختیار اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"جیتنے والے اپنی مرضی سے داؤ کھیلنے والے یوں تو نہیں بکھرتی روشنی تم تو سراپا روشنی تھیں، میرے لیے سراپا محبت تھیں، پھر اتنی سفاکی سے مجھے اندھیروں میں کیسے چھوڑ آئیں؟" وہ مدھم انداز میں بے بسی سموئے کہہ رہا تھا۔ اس کا لہجہ اس قدر شدتیں لیے ہوئے تھا کہ پل بھر کو اسے یوں لگا جیسے دل کی دھڑکن تھم گئی ہو مگر اسی پل برسوں ساتھ پلی بڑھی بے یقینی پوری شدومد سے اس کے دل و دماغ پر حاوی ہونے لگی۔

"خدا کے لیے حاسن، میں نے بہت مشکلوں سے خود کو، اپنے دل کو سنبھالا ہے۔ اتنا مت آزمائیں مجھے۔ میں نے تو آپ کی راہ کی ہر رکاوٹ دور کر دی ہے پھر بھی آپ تمام الزام مجھ پر دھر رہے ہیں؟"

وہ بے بسی سے بولی تو گھور سیاہ آنکھیں چھلک اٹھیں۔ حاسن کی آنکھوں میں حیرت سی لہرا گئی۔ پھر اس پر غصہ حاوی ہونے لگا۔

"کس قدر بے وقوف ہو تم کس بات کی آزادی دے کر آئی تھیں تم مجھے بے راہ روی کی، بدقماش ہوں میں یا بدکردار؟"

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔" اس کے آنسوؤں میں روانی آ گئی۔

"اچھا۔۔۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔ "تو پھر مجھے غلط فہمی لگی ہو گی ظاہری سی بات ہے مجھے تو ویسے ہی عادت ہے جھوٹ بولنے کی۔ خصوصاً تم سے۔"

"میں نے۔" وہ نفی میں سر ہلانے لگی پھر چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ کر دھیمی آواز میں رونے لگی۔ وہ لب بھینچے تیوریاں چڑھائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں آج فیصلہ کرنے آیا ہوں۔" وہ بے حد پرسکون لہجے میں گویا ہوا تو روشین نے رونا بھول کر بے اختیار اسے دیکھا۔ بھیگی سیاہ آنکھیں سرخی ملی گندمی رنگت اور معصومیت بھرا خوف بہت مشکلوں سے حاسن نے ان سب دعوت بھرے لوازمات کو نظر انداز کیا تھا۔ روشین تو وہ تھی جسے اس نے تصویر دیکھتے ہی پہلی نظر میں اوکے کر دیا اور اس کے بعد اسے روبرو دیکھا تو خود پر رشک کرنے لگا۔ اس کی سادگی و معصومیت حاسن کو سب سے زیادہ اٹریکٹ کرتی تھی۔ (مگر اب پتا چلا کہ اب ان دونوں کا ملغوبہ یعنی "بے وقوفی" ہی تمہارا سب سے بڑا وصف ہے۔)

"کک۔۔۔ کیسا۔۔۔ کیا۔۔۔؟" لمحہ بھر میں وہ زرد پڑ گئی۔ حاسن کو ڈر ہوا کہیں بے ہوش ہی نہ ہو جائے۔

"یہی کہ تم وہاں آؤ گی یا میں **مستقلاً** یہاں آجاؤں؟" وہ بہت رسان سے بولا تو وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"حمیرا بہت ناراض ہے تم سے 'تم اسے ملے بغیر آگئیں۔ پھر بھی اس نے اپنی شادی پر تمہیں خاص طور پر انوائیٹ کیا ہے۔"

وہ یوں بول رہا تھا جیسے کبھی کوئی غلط فہمی کوئی بدگمانی ان دونوں کے درمیان آئی ہی نہ ہو کم از کم روشین کو تو یونہی محسوس ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پانیوں سے لبریز تھیں۔

"کیا مذاق کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ؟" بہت ضبط کرتے ہوئے بھی وہ چلا اٹھی۔

"مذاق؟" وہ یوں بولا جیسے بہت حیرت ہوئی ہو۔ "میں مذاق کر رہا ہوں تمہارے ساتھ؟" یکلخت ہی اس کے انداز میں غصہ در آیا۔ "مذاق تو تم نے بنا لیا ہے اپنی زندگی کو بھی اور ساتھ میں میری بھی۔ کیا کمی تھی میری محبت میں روشین؟ میں تو خود سے بڑھ کر تمہارے لیے مخلص تھا اور تم نے مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا۔ کب احساس ہوا تمہیں کہ میں تمہیں محض اپنے احسان تلے دبا رہنے کے لیے نواز رہا ہوں؟ حیرت تو مجھے ہو رہی ہے خون تو میرے اعتماد کا ہوا ہے کتنی نچلی سطح پر تم نے ہمارے رشتے کا تعین کیا ہے۔ میں تو شرمندہ ہو رہا ہوں اپنی والہانہ چاہتوں پر 'اپنی اختیارانہ محبتوں پر' پتا نہیں اس دوران تم میرے متعلق کس نہج پر سوچتی ہو گی؟ تم نے اس قدر پاک رشتے کو اس قدر سچے جذبے کو کیا رنگ دے دیا روشین میں تو ختم ہو گیا۔"

وہ بہت سرد و سپاٹ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ روشین گنگ تھی۔ یوں لگ رہا تھا کسی نے تند و تیز ہواؤں کی زد میں لا کھڑا کیا ہو اور سہارے کے لیے کچھ میسر نہ ہو۔

"کب میں نے یا اس گھر کے مکینوں میں سے کسی نے تمہیں کم صورت ہونے کا احساس دلایا ہے؟ کس نے تمہیں عزت' پیار و محبت سے نہیں رکھا۔ کس نے کبھی تمہیں یہ۔۔۔ احساس دلایا کہ تم میرے ساتھ نہیں جچتیں؟ اور حمیرا' وہ کب میری دسترس سے دور تھی' اسے تو بنا خواہش کیے ہی ابو مجھ سے منسوب کیے دے رہے تھے مگر' مگر میں ہی شاید پاگل تھا' بے وقوف تھا' جو تمہاری چاہ کر بیٹھا۔ تم جو صرف چہروں کو دیکھ کر انسان کو پہچاننے کی دعوے دار ہو۔ مجھے پہچاننے میں کیوں بددیانتی کر گئیں "ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار ہی اپنے دل کے تمام خدشات تمام بدگمانیاں مجھ سے شیئر کی ہوتیں۔ مجھ پر اعتبار کیا ہوتا مگر تم نے تو مجھے بھی اسی سانچے میں ڈھال کر دیکھنا شروع کر دیا جو تم تمام مردوں کے لیے ذہن میں بنائے ہوئے ہو۔ کیا میری محبت نے وہ رنگ نہیں چڑھایا تمہارے دل پر کہ وہاں ثبت بدگمانیوں کے داغ مدھم پڑ جاتے؟ کیا میری وارفتگیوں اور بے تحاشا اظہار محبت نے کبھی بھی تمہارے دل کو پکارنے پر مجبور نہیں کیا کہ حاسن احمد سچا ہے۔ میں تم سے کس قدر مخلص کس قدر وفادار رہا روشین' کتنا بے غرض ہو کر چاہا میں نے تمہیں مگر اب خود پر شرم سی آتی ہے کہ تم نے وصل کے ان لمحوں کو ہمیشہ بدگمانی کے پلڑے میں تولا ہو گا۔ ہر لمحہ میری طرف ایک سلگتی ہوئی نگاہ کی ہو گی اور میں۔۔۔ میں جانے کیوں نہیں سمجھ پایا۔ ہر لحظہ تمہاری بے اعتنائی و بے پروائی کو محبت کی اک ادا جان کے زندگی سے خوشیاں کشید کرتا رہا۔ میں۔۔۔ میں تو تم پر مرمٹا تھا روشین۔"

بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے آخر میں وہ تاسف بھری بے بسی سے بولا تو بت بنی۔ بے تحاشا آنسو بہاتی روشین شرمندگی و افسوس کی آخری حد پر تھی۔ چہرہ ہاتھوں میں ڈھانپ کر بری طرح رونے لگی۔ خود پر بہت ضبط کرتے ہوئے بھی حاسن کافی جذباتیت کا مظاہرہ کر گیا تھا اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ چہرے پر ضبط کی سرخیاں چھائی تھیں۔ روشین کو یوں بے دردی سے آنکھیں رگڑتے، روتے دیکھنا بھی تو اک عذاب ہی تھا۔ اتنا بول بول کر اس پر آیا اتنے دنوں کا غصہ اسے یوں روتے ہوئے نڈھال ہوتے دیکھ کر کافور ہو گیا تھا۔ جب بات بس سے باہر ہونے لگی تو وہ بے بس و مغلوب سا اس کے سامنے بیٹھ گیا اور آہستگی سے بولا۔

"دیکھو اتنا تو حق بنتا تھا میرا کہ میں تمہارا دماغ صحیح کر سکوں۔" وہ اب قدرے ہلکے پھلکے انداز میں کہہ رہا تھا۔ اس کا آنسوؤں سے پسیجتا ہوا چہرہ اور سرخ ہوتی آنکھیں اسے قدرے نادم کر گئیں۔ آنسو اب بھی فراخدلی سے بہہ رہے تھے۔ اس کی بات کے جواب میں اس نے لرزتے کانپتے ہاتھ بے اختیار حاسن کے آگے جوڑ دیے۔ جنہیں حاسن نے فوراً اپنے ہاتھوں میں تھام کر ہونٹوں سے لگا لیا۔

"میرا یہ مقصد بالکل نہیں تھا۔ میں صرف تمہیں صحیح اور غلط کی پہچان کرانا چاہ رہا تھا۔" اس کے انداز میں بہت ملائمت تھی۔ وہ ندامت کی گہرائیوں میں اترنے لگی۔ روتے ہوئے بولی۔

"میں، میں بالکل بھی اچھی نہیں ہوں، میں نے آپ کو کتنا ہرٹ کیا ہے، آپ مجھ سے اتنی محبت کرتے رہے اور میں... میں کتنی گری ہوئی باتیں سوچتی رہی۔ آپ سے متعلق، آپ کی محبت سے متعلق... میں نے کبھی آپ کو سمجھنے کی پہچاننے کی کوشش ہی نہیں کی، آپ محبتوں کا چاہتوں کا اظہار کرتے ہے کتنے سچے لگتے تھے مگر میں ہمیشہ دماغ کی نفی کرکے دل کی مانتی رہی مگر مگر یہ بھی سچ ہے حاسن کہ میں نے آپ کو آپ کو بہت چاہا ہے، میں سوچتی تھی کہ آپ کسی خوبصورت عورت کے لیے مجھے چھوڑ دیں گے جیسے میرے باپ نے میری ماں کو چھوڑ دیا باوجود اس کی وفاؤں کے اس کی محبت کے، تو میرا دل بدگمانیوں سے بھر جاتا تھا، میں نے زندگی میں اپنی ماں کے بعد پہلی بار کسی کو چاہا ہے، آپ سے تو جدائی کا خیال ہی میرے لیے سوہان روح تھا۔ مگر میں چاہتی تھی کہ آپ کا اصل روپ دیکھنے سے پہلے ہی آپ کی دنیا سے نکل آؤں تاکہ میرے دل میں آپ کی وہی محبت لٹاتی تصویر رہے آپ کی چاہتیں، ہمیشہ میرے دل کو آباد رکھیں اور اب اب جب حقیقت سامنے آئی ہے تو احساس ہو رہا ہے کہ آپ کی محبت تو واقعی بے پایاں اور بے ساختہ تھی بس میں ہی کمپلیکس میں مبتلا تھی۔ جو..."

وہ بے دردی سے آنسو بہاتی ہچکیاں لیتی یکے بعد دیگرے تمام اعتراف کیے جا رہی تھی حاسن کے دل میں بہت بے اختیار اس کے لیے محبت امڈی تو اس نے بہت نرمی سے اسے سمیٹ لیا۔ اس کا سہارا پاتے ہی وہ بے اختیار ہونے لگی۔

"میں بہت بری ہوں حاسن، میں نے آپ کو کبھی بھی ذہنی و جذباتی سکون نہیں دیا آپ اتنی فراخدلی سے میری کوتاہیوں میری بدتمیزیوں کو نظر انداز کرتے رہے کبھی مجھے ڈانٹا نہیں کبھی میری جواب طلبی نہیں کی اور میں آپ کی محبت پر ہمیشہ شک کرتی رہی۔"

حاسن نے اس کے بال سہلاتے ہوئے بہت محبت سے اس کے بالوں کو سنوارا۔ پھر اسے زبردستی خود سے جدا کرکے اپنے سامنے کیا۔ اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کیے۔ ندامت و شرمساری اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ یوں سر جھکائے بیٹھی وہ معصوم سی بچی کی مانند خوف زدہ لگ رہی تھی جسے بیچ سے مار یا ڈانٹ پڑنے کا ڈر ہو۔

"غصہ تو تم پر بہت آیا تھا مگر یہ جو تمہاری مسکین سی شکل ہے نا، خیر اب اتنی بھی مسکین نہیں۔" وہ قدرے رک کر پھر گویا ہوا۔ "پھر تم کہو گی کہ میں تمہیں خوبصورت نہیں سمجھتا۔"

"فرح ہمیشہ کہتی ہے کہ خوبصورتی یا کم صورتی

انسان کے اندر ہوتی ہے۔ بس ہم ہی نادان اور کم فہم ہوتے ہیں ظاہری خوبصورتی اور چمک دمک پر جان دینے والے۔"

حاسن نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کرا دیا اس کے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"تم کیا سمجھتی ہو کہ میں یونہی مرمٹا تھا تم پر؟ بات صرف حسن نظر کی ہوتی ہے روشین' میں تمہیں چاہتا ہوں تو فقط اس لیے کہ تم مجھے خوبصورت لگتی ہو' تمہارے لیے میرے دل کی گہرائیوں سے سچی محبت اٹھتی ہے۔ محض "برداشت" کرنا مجھے نہیں آتا۔ یہ بات اپنے دل پر لکھ لو روشین' جن سے ہم محبت کرتے ہیں وہ ہمیں بے حد خوبصورت لگتے ہیں کبھی ہم ان سے محبت پر خود کو مجبور پاتے ہیں اور تم' تم تو اتنی خوبصورت ہو کہ ایک ادا دکھا کر میرا غصہ بہا لے جاتی ہو۔ ورنہ آج میں تو تمہاری پٹائی کرنے کے ارادے سے آیا تھا مگر ہمیشہ کی طرح تمہیں سامنے پا کر بس تم پر پیار ہی آرہا ہے۔"

وہ دھیمے سلگتے سرگوشیانہ لہجے میں کہتا اپنے عمل سے اپنے کہے کو یقین بخش رہا تھا۔ اتنی دیر میں پہلی بار روشین کے ہونٹوں پر بھیگی ہوئی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں' حمیرا سے سوری کرلوں گی۔"

"بالکل نہیں' تم اس سے سوری نہیں کرو گی بلکہ اب پیار سے اسے ملا کرو گی اور بس۔" حاسن نے فوراً کہا اس نے آخری ملاقات میں حمیرا کی فیلنگز پہچان لی تھیں مگر وہ جس طرح معذرت کر کے گئی تھی اور تیسرے ہی دن اس نے عدنان سے شادی پر رضامندی ظاہر کی تھی اس سے حاسن بہت مطمئن ہو گیا تھا اور اب وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ روشین کو یہ سب بتائے اور یوں وہ دونوں ایک دوسرے سے کترائی ہوئی رہیں۔

"اب تو صلح ہو گئی' گھر چلیں۔ وہ تینوں مجھ سے خفا ہیں خصوصاً" عاصم اور سعدی' تین دن سے انہوں نے مجھ سے بات بھی نہیں کی۔"

"بہت ایزی ہے انہیں منانا' نازی اور سعدی کے لیے آئسکریم لے جائیں گے اور۔" وہ کہتے ہوئے اٹکی حاسن نے فوراً" پوچھا۔

"اور عاصم۔۔۔؟"

"اس کی ہم روما سے منگنی کردیں گی۔" وہ ایک دم سے بولی تو وہ حیران ہوا تھا۔

"کیا واقعی؟"

روشین نے ہنس کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا؟" وہ دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ متورم آنکھوں اور بھیگی پلکوں کے ساتھ وہ ہنستی ہوئی دل میں اتر رہی تھی۔ اسے پوری جان سے اپنی طرف متوجہ پاکر وہ قدرے دھیمی ہو گئی۔

"جن سے ہمیں محبت ہو ان کے بارے میں تو سب خبر ہوتی ہے۔"

اس کی بات پر وہ بے چین ہو اٹھا۔

"میرے دل کی تو تمہیں ذرا بھی خبر نہیں تھی کیا مجھ سے تمہیں محبت نہیں؟"

اس کے پر احتجاج انداز پر وہ خفیف سی اسے دیکھنے لگی۔ پھر آہستگی سے نفی میں سر ہلا دیا۔ اب کی بار وہ احتجاجاً" اس سے دور کھسک کر بیٹھ گیا۔ تب اس نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اس کی آنکھوں کی نمی حاسن سے چھپی نہیں رہ سکی۔

"آپ سے تو عشق ہوا ہے مجھے۔"

اس نے پہلی بار دل کی گہرائیوں سے اعتراف کیا تھا اور نتیجے کے طور پر پھر اسے حاسن کی وارفتگیوں کا سامنا کرنا پڑا اس کا رواں رواں خدا کا شکر گزار تھا جس نے اس کی تمام تر نالائقیوں کے باوجود اسے نوازنے میں کمی نہیں کی تھی۔ اسے اچھی طرح علم ہو گیا تھا وہ غفور الرحیم ہے اور انسان ہمیشہ اپنی بے صبری کی وجہ سے نقصان اٹھاتا ہے۔ بے صبرا پن دکھا کر اچھا نتیجہ مانگتا ہے جبکہ پھل صرف صبر کا ملتا ہے۔

بدگمانیوں کی فصل کٹ گئی تھی اس لیے اب ہر سو محبتوں کے گلاب نکھرتے لہلہاتے دکھائی دے رہے تھے۔